ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جولائی 2016ء

ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے

”مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزّت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کرلیں تو یہ ممکن ہے مگر یہ ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔“

(مضمون جلسہ لاہور منسلکہ چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 14)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

جولائی 2016ء جلد نمبر 45 شمارہ 7

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے خلاصے	4
☆	امنِ عالم سے متعلق قرآنی تعلیمات از مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن	7
☆	حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی تحریک تعلیم القرآن ووقفِ عارضی از مکرم مولانا اویس احمد نصیر صاحب	13
☆	کینیڈا کے نیشنل مساجد فنڈ میں مالی قربانیوں کی تحریک از مکرم ملک لال خاں صاحب	16
☆	جہاد کی ضرورت نہیں رہی از مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب	17
☆	ملکہ برطانیہ الزابتھ ثانی کی اعزازات عطا کرنے (Investitures) کی تقاریب از مکرم ڈاکٹر سر ایاز احمد ایاز صاحب	18
☆	مسجد احمدیہ چنیوٹ کی تاریخ اور ایمان افروز واقعات از مکرم سیٹھ میاں محمد صدیق بانی صاحب	20
☆	مکرم سیف اللہ ہنجراء صاحب مرحوم کی یاد میں از محترمہ فوزیہ صالح منگلا صاحبہ	22
☆	احمدیت کا نفوذ، صوبہ خیبر پختونخواہ میں: عمائدینِ احمدیت کی ایمان افروز داستان از مکرم محمد زکریا ورک صاحب	24
☆	جماعت احمدیہ کینیڈا کی گولڈن جوبلی تقریبات: ٹورانٹو سٹی ہال کے مشہور نیتھن فلپس اسکوائر میں تاریخ ساز جشن تشکر از محمد اکرم یوسف	26
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	31
	تصاویر: بشیر احمد ناصر، ملک مظفر، اسد سعید اور بعض دوسرے	

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارف

مدیران

ہدایت اللہ ہادی اور عثمان شاہد

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

آصف منہاس، مسعود ناصر، فوزیہ بٹ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالد

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

(سورة الاحزاب 57:33)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔☆

(سورۃ الاحزاب 57:33)

☆ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کریمہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف، تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق ووفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر پر درود بھیجیں۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد اول، صفحہ 24، مطبوعہ ربوہ)

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(912) عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا

(صحیح مسلم۔ کتاب الصلوة، باب الصلوة علی النبیؐ، جلد2)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(98) عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ ؟قَالَ: قُوْلُوْا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصلوة، باب الصلوة علی النبی ، صحیح بخاری بحواله حدیقة الصالحین، صفحه 142)

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپؐ پر سلام کس طرح بھیجا جائے لیکن یہ پتہ نہیں کہ آپؐ پر درود کیسے بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو۔

اے ہمارے اللہ! تو محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر درود بھیجا۔ تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے ہمارے اللہ! تو محمدؐ اور محمدؐ کی آل کو برکت عطا کر جس طرح تو نے ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل کو برکت عطا کی۔ تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو

مَیں پھر کہتا ہوں کہ اس وقت بھی خدائے تعالیٰ نے دنیا کو محروم نہیں چھوڑا۔ اور ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ ہاں اپنے ہاتھ سے اس نے ایک بندہ کو کھڑا کیا اور وہ وہی ہے جو تم میں بیٹھا ہوا بول رہا ہے۔ اب خدائے تعالیٰ کے نزولِ رحمت کا وقت ہے۔ دُعائیں مانگو۔ استقامت چاہو اور درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حسن اور احسان کو مدِّ نظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپؐ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل پھر تم کو ملے گا۔

(ملفوظات۔ جلد 3، صفحہ 38)

...ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلّم۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 598 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

خلاصہ خطبہ جمعہ

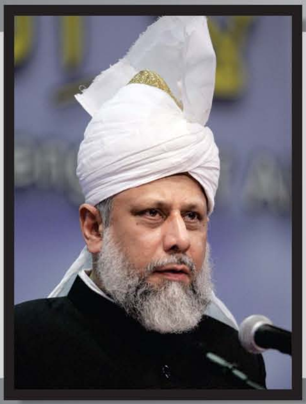

سب سے بنیادی حکم خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔مومن کی اولین توجہ عبادت کی طرف ہونی چاہئے۔واقفین زندگی اور عہدیداران کو نصائح

دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے۔یہی سچا ایمان ہے

اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حق ادا کرنے ،عہدوں کو پورا کرنے اور اسی طرح غصہ ، بدظنی ، تجسس اور غیبت سے بچنے کی خصوصی تلقین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جون 2016ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں فرمایا کہ گزشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔قرآن کریم میں تمام اوامر اور نواہی موجود ہیں۔جو اِن پر عمل کریں گے وہ ہدایت پا جائیں گے اور دعا کی قبولیت اور قرب کے نظارے دیکھیں گے اور اعلیٰ اخلاق پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں گے۔رمضان میں تربیتی مجاہدہ کر کے خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں بے شمار احکامات ہیں جن کی ہمیں وقتاً فوقتاً جگالی کرنی چاہئے۔سب سے بنیادی حکم خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔

پھر فرمایا بعض واقفین زندگی اور اسی طرح بعض عہدیداران بھی جو دینی علم بھی رکھتے ہیں، اس بنیادی حکم کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔مومن کی اولین توجہ اس کے مقصد پیدائش یعنی عبادت کی طرف ہونی چاہئے۔اس لئے تمام واقفین زندگی اور عہدیداران بھی ایک نمونہ ہونے چاہئیں۔انہیں اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان کی تربیت اور مجاہدے نے جو تبدیلی ان کے اندر پیدا کی ہے اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ نفس کے حقوق ادا کرنے کا بھی حدیث میں ذکر آیا ہے کہ نفس کا تم پر حق ہے لیکن اس میں بھی اعتدال اور میانہ روی ہونی چاہئے۔یہ حقوق انسانی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں اس لئے ان کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ انسان ہر وقت صرف عبادت میں ہی لگا رہے۔فرمایا کہ تمہارے نفس کا بھی اور تمہارے بیوی بچوں کا بھی تم پر حق ہے۔فرمایا کہ انسان کی تخلیق کی اصل غرض اپنے ربّ کی پہچان ہے۔ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان کے بعد بھی اسی طرح مساجد کو آباد رکھیں۔فرمایا کہ انسان کا کمال یہی ہے کہ دنیاوی کام بھی کرے اور خدا تعالیٰ کو بھی نہ بھولے۔اسلام میں رہبانیت نہیں بلکہ سب فرائض پورے کرنے چاہئیں اور دین کو بھی مقدم رکھیں۔

نمازوں کی حفاظت کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ کی۔صلوٰۃ وسطیٰ وہی ہے جو انسان کے کام کرنے کے دوران آئے اور اس کے لئے تگ و دو کرنی پڑے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر ایک حکم قرآن کریم میں عہدوں کو پورا کرنا بتایا گیا ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ اور بندوں دونوں کے عہد ہیں۔فرمایا ہم احمدیوں پر خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا عہد اور دین کی تعلیم پر عمل کرنے کا عہد ہے۔فرمایا کہ آپس میں جو عہد کرتے ہو اس کو بھی پورا کرو۔اگر اس بات کو سمجھ جائیں تو تمام قسم کی لڑائیوں سے ہمارا معاشرہ بچ سکتا ہے۔فرمایا کہ آج کل دنیاوی لالچوں کی وجہ سے عہد کو پورا نہ کرنے کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔اس سے جماعت کی بھی بدنامی ہے اور ایمان بھی ضائع ہوتا ہے۔سچائی کا خون مت کرو۔اگر ایک بچہ بھی سچی بات کہتا ہے تو قبول کر لو۔کوئی بھی عداوت ہمیں انصاف سے دُور نہ کرے۔پس ہمیں عاجزی کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے کہ کسی مخفی گناہ کی وجہ سے بھی پکڑ میں نہ آجائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے متقی کی ایک علامت یہ بتائی ہے وہ غصے کو دبانے والا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو عفو کرتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے۔جو غصہ میں آتا ہے اس کے منہ سے معارف کی باتیں نہیں نکل سکتیں۔وہ لطائف کے سرچشمہ سے محروم کئے جاتے ہیں، اچھی باتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔غضب اور حکمت اکٹھے نہیں ہو سکتے۔اس کے اندر سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اپنے قویٰ کو اعتدال میں رکھنا چاہئے ۔ مخالفت سے بھی غصہ میں بات نہیں کرنی چاہئے۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام جہاں ہمارے اخلاق کو بڑھاتے ہیں وہاں ہماری عقلوں کو بھی جلا بخشتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ دو قوتیں انسان کو جنونی بنا دیتی ہیں۔ایک بدظنی اور دوسری قوت غضب ہے۔پس لازم ہے ایک مومن بدظنی اور غضب سے بہت بچے۔بدظنی انسان کو اندھا کر کے ہلاکت کے تاریک کنویں میں ڈال دیتی ہے۔اگر بدظنی پیدا بھی ہو تو کثرت سے استغفار کرے۔خدا تعالیٰ سے دعا کرے تا اس کی معصیت اور گناہ سے بچ سکے۔فرمایا کہ دوسری چیز تجسس کرنا ہے۔اس سے بھی ایک مومن کو بچنا چاہئے۔پھر تیسرا حکم غیبت کی مناہی ہے۔یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ متقی کا کام نہیں کہ وہ غیبت کرے۔پس رمضان میں جب ہم چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا قرب ملے تو ان برائیوں سے بچنے اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔اللہ کرے کہ ہم حقیقی عابد بنیں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والے ہوں۔

حضور نے آخر پر مکرم چوہدری خلیق احمد صاحب کراچی کی راہ مولیٰ میں شہادت پر مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔28 جون 2016ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصے

مرتبہ: وکالت علیا تحریکِ جدید ربوہ

خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جولائی 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا۔

یہاں یہ چیز ہر ایک کو واضح ہونی چاہئے، کسی بھی عہدیدار کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ نصیحت کرنا میرا کام نہیں ہے، یہ تو صرف امیر جماعت،صدر جماعت یا سیکرٹری یا مربی یا دوسرے سیکرٹریان کا کام ہے یا اسی طرح صدر انصاراللہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے، یا صدر خدام الاحمدیہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے،نہیں بلکہ ہر سیکرٹری چاہے وہ سیکرٹری ضیافت ہے یا ذیلی تنظیموں میں کھیلوں کا نگران ہے،اس کو چاہئے کہ وہ اپنے نیک نمونے قائم کرے،اگر یہ ہوجائے تو پچاس فیصد سے زیادہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے حکموں پہ چلنے والی بن سکتی ہے۔چاہے وہ مسجدوں میں نمازوں کی حاضری ہو یا دوسری قربانیوں اور حقوق العباد کا معاملہ ہو۔ہم میں سے اکثر کو خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ صرف اس لئے ہوئی ہے کہ رمضان کا مہینہ برکتوں کا مہینہ ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔اس لئے ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بنیں اور اس رمضان کے مہینے سے فائدہ اٹھائیں۔اس بارہ میں ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی نظر ہمارے دل کی گہرائیوں تک ہے۔وہ ہماری نیتوں کو جانتا ہے اور ہمارے اعمال کو ہماری نیتوں کے مطابق دیکھتا ہے، تو پھر ہمیں اس نیت سے مسجدوں کی آبادی اور عبادت کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور اس مہینے کی عبادتوں کو پھر زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر، نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہوسکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہوسکتے ہیں۔پس ایمان کی نشانی سچائی ہے اور امانت کی ادائیگی بھی، اس لئے ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومن میں جھوٹ اور خیانت کے علاوہ بری عادتیں ہوسکتی ہیں۔جھوٹ بولنے والا اور خیانت کرنے والا مومن ہے ہی نہیں۔

امانتوں کا حق ادا کرنے کا مضمون اور خیانتوں سے بچنے کا مضمون بڑا وسیع مضمون ہے اور ایک مومن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اہمیت اور وسعت کو سمجھے۔امانتوں کے حق ادا کرنے کے بارہ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ لڑکا لڑکی جب شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو ایک دوسرے پر ان کے کچھ حقوق ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی ایک امانت ہے۔ان میں خاوند کے ذمہ جو امانت ہے وہ عورت کا حق مہر ہے وہ اسے ادا کرنا چاہئے، بہت سے معاملات آتے ہیں جب جھگڑے پڑ جاتے ہیں تو کوشش یہی کی جاتی ہے کہ حق مہر نہ ادا کیا جائے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی عورت سے شادی کے لئے مہر مقرر کیا اور نیت یہ کہ کہ وہ اسے نہیں دے گا تو وہ زانی ہے اور جس نے کسی سے قرض اس نیت سے لیا کہ وہ اسے ادا نہیں کرے گا تو وہ چور ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مومن وہی ہے جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور ظالم لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔آپؑ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جائے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جولائی 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم رمضان کے آخری عشرے میں سے گزر رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے عشروں میں سے گزرتے ہوئے جہنم سے نجات دلانے والے عشرے میں سے گزر رہے ہیں۔پس یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ موقع نصیب فرمایا لیکن ایک مومن جس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف بھرا ہوا ہے۔وہ صرف اس بات پر خوش نہیں ہوسکتا کہ یہ دن اور عشرے میری نجات کا باعث بن گئے۔پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے لیکن جب قانون الٰہی سے تجاوز کرے تو غضب یا سزا کا مورد انسان بنتا ہے۔چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے لیکن جب انتہائی حد سے انسان بڑھنا شروع کر دے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عدل کی صفت کام کرتی ہے لیکن عموماً اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے،لیکن بعض دفعہ قانون الٰہی کو توڑنے کا تقاضا ہوتا ہے کہ سزا ملے۔لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی رحم کرتے ہوئے بخش دیتا ہے، لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کیفیت مومنوں کے لئے نہیں ہے، جو حقیقی مومن ہیں ان کا مقام کچھ اور ہے، ایمان کا تقاضا ان ایمانی حالتوں کو درست رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرنا ہے۔پس رمضان میں جو ہمیں مغفرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو اس روح کو سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ استغفار کرو، اس فیض سے حصہ لینے کے لئے جو محسنین سے مخصوص ہے نیکیوں کے بجالانے کے لئے طاقت پکڑنے کی ایک مومن کوشش کرے وہاں استغفار سے اللہ تعالیٰ کی روشنی سے روشنی لے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت پکڑے تاکہ کبھی اللہ تعالیٰ کی روشنی سے محروم ہو کر اندھیروں میں نہ بھٹکنے لگے یا اللہ تعالیٰ کی طاقت سے بے فیض ہو کر شیطان کی جھولی میں نہ گرے، اگر خدا تعالیٰ کی طاقت ساتھ نہ ہو تو شیطان کے حملے بڑے سخت ہیں۔اس لئے استغفار کرنا بہت ضروری ہے۔

قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق جہنم سے بچنا اور جنت کا اصول صرف اخروی جنت اور جہنم نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی بھی جنت اور جہنم ہے اور اس سے بچنا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ آنحضرت

ﷺ نے فرمایا کہ حقیقی مومن وہ ہے جو ہر وقت خیال رکھتا ہے کہ خداتعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور جب یہ احساس ہو کہ خداتعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تب خداتعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور تبھی انسان برائیوں سے بچتا ہے اور جو برائیوں سے بچتا ہے وہ دل کی بے چینیوں سے بھی بچتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اس دنیا اور آخرت میں جنت کما رہا ہوتا ہے اور برائیوں اور شہوات نفسانی میں مبتلا اس دنیا میں بھی اور اگلے جہاں میں بھی جہنم کما رہا ہوتا ہے۔ ہم جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو ماننے والے ہیں، ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس مقام تک لے جانے کی ضرورت ہے جہاں ہمارا ہر قول و فعل خداتعالیٰ کی رضا کی حصول کے لئے ہو جائے، ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بن جائیں اور رمضان کی برکات ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہیں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جولائی 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا۔

رمضان کا مہینہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے، آج شائد کئی جگہ آخری روزہ ہو، بعض جگہ کل آخری روزہ ہے اور یوں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق گنتی کے چند دن گزر گئے، ہم میں سے بہتوں نے ان دنوں سے فیض اٹھایا ہوگا، بعض کو ان دنوں میں نئے تجربات ہوئے ہوں گے، اب یہ دعا اور کوشش ہونی چاہئے کہ یہ فیض اور یہ برکات، یہ نئے روحانی تجربات ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والے ہمارے قدم اب یہاں رک نہ جائیں بلکہ ہمیشہ بڑھتے رہنے والے قدم ہوں اور ہر قدم بے شمار اقدام کو سمیٹنے والا قدم ہو۔

یہ آیات جو تلاوت کی گئیں ہیں، ان میں خداتعالیٰ نے نماز جمعہ کی ادائیگی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ کہ تقویٰ پر قائم رہو اور تمام دنیاوی معاملات کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں رمضان کے جمعوں یا رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہونے کا ارشاد اور حکم نہیں فرمایا بلکہ بلاتخصیص نماز جمعہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر جمعہ بہت اہم ہے، اگر تم مومن ہو تو جمعہ کا خاص دن جو عام دنوں سے بڑھ کر ہے اس میں اپنے کاروبار، اپنی تجارتیں، اپنی مصروفیات چھوڑ کر شامل ہو۔ نہ ہی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے کہیں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان کا آخری جمعہ بہت اہمیت کا حامل ہے بلکہ تمام جمعوں کو ہی اہم بتایا ہے۔ بلکہ ایک حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانو! جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عید بنایا ہے۔ پس اس روز خاص اہتمام سے نہا دھو کر تیار ہوا کرو، پس یہ اہمیت ہے ہر جمعہ کی جو ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہر جمعہ کو یہ اہتمام کریں کہ تمام مصروفیات کو ترک کریں، تمام کاموں اور کاروباروں سے وقفہ لیں اور مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے آئیں۔ آنحضرت ﷺ نے پانچ نمازیں فرما کر اس طرف بھی توجہ دلا دی کہ یہ پانچ نمازیں تم پر فرض ہیں اور ان کو ان تمام لوازمات کے ساتھ ادا کرنا تم پر فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں، اسی طرح جمعہ کی طرف توجہ دلائی کہ جمعہ میں شامل ہو کر جن برکات سے اور امام کے خطبہ سے ہمارے اندر جو نیکی کا احساس پیدا ہوا ہے اس کو اگلے جمعہ تک قائم کرنا ہے، ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو باتیں ہوئی ہیں اور اگر یہ ہوگا تو ایک جمعہ سے اگلا جمعہ تمہیں برائیوں سے نجات دے گا۔ اسی طرح رمضان کی اہمیت بیان فرمائی۔ پس یہ رمضان بھی اور جمعہ بھی اور ہماری عبادتیں بھی ہمیں اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں کہ ہم نے جہاں تقویٰ کے پہلے مرحلے میں بدیوں کو مکمل طور پر چھوڑنا ہے وہاں تقویٰ کے اگلے مرحلے پر چلتے ہوئے تمام نیکیوں کو پورے اخلاص سے ادا کرنا ہے۔ یہ کوئی نیکی نہیں کہ نمازوں کی مثلاً مجھے عادت پڑ گئی اور نماز پڑھنے کے بعد وہیں مسجد میں بیٹھ کر ایک دوسرے کی برائیاں شروع کر دیں یا ایسی باتیں کرنے لگ گئے جن کا نیکیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تو تم نے پہلا مرحلہ بھی طے نہیں کیا۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ 1908ء کے شروع میں حافظ احمد اللہ خاں صاحب مرحوم کی دو لڑکیوں کی شادی کی تجویز ہوئی جن میں سے بڑی کا نام زینب اور چھوٹی کا نام کلثوم تھا۔ زینب سے متعلق اور بھی لوگوں کی خواہش تھی اور ایک رشتہ شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب سے بھی آیا ہوا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے ناپسند فرمایا۔ مگر حافظ صاحب کو مصری صاحب سے زینب کا رشتہ پسند تھا۔ حضورؑ نے بھی حسب عادت زور نہیں دیا، انہی دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا کہ لا تقتلوا زینب یعنی زینب کو ہلاک مت کرو۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد عبدالرحمٰن مصری صاحب جماعت سے علیحدہ ہو گئے اور ایک بھاری فتنہ پیدا ہوا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سکھ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے تایا حضرت مرزا غلام قادر صاحب تو بہت مشہور تھے اور ایک بڑے عہدے پر فائز تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر معروف تھے، وہ سکھ کہنے لگا کہ میرے والد ایک دفعہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ سنا ہے کہ آپ کا ایک اور بیٹا بھی ہے، انہوں نے کہا وہ تو سارا دن مسجد میں پڑا رہتا ہے اور قرآن پڑھتا رہتا ہے، مجھے اس کا فکر ہے کہ وہ کھائے گا کہاں سے، تم اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ دنیا کا بھی کچھ فکر کرو، میں چاہتا ہوں کہ وہ کوئی نوکری کر لے لیکن جب میں اس کے لئے کسی نوکری کا انتظام کرتا ہوں تو وہ انکار کر دیتا ہے۔

ایک اور صحابی حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؓ کپورتھلہ میں رہتے تھے اور کپورتھلہ کی جماعت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر تعریف فرمایا کرتے تھے کہ آپؑ نے نہیں ایک تحریر بھی لکھ دی تھی جو جماعت نے رکھی ہوئی ہے کہ اس جماعت نے ایسا اخلاص دکھایا ہے کہ یہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بار بار دریافت کرتے کہ حضور کبھی کپورتھلہ تشریف لائیں، آپ نے بھی وعدہ کیا ہوا تھا کہ جب موقع ہوا آئیں گے، ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر اطلاع کئے کپورتھلہ پہنچ گئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دشمنان احمدیت کے ایسے ایسے گندے خطوط میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پڑھے ہیں کہ انہیں پڑھ کر جسم کھولنے لگتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صبر سے کام لیتے تھے، حضورؓ فرماتے ہیں کہ ایسے خطوط اتنی کثرت سے آپ کے نام پہنچتے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی کثرت سے میرے نام بھی نہیں آتے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہر ہفتے دو تین خط ایسے ضرور پہنچ جاتے تھے اور وہ اتنے گندے اور گالیوں سے بھرے ہوا کرتے تھے کہ انسان دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔

(باقی صفحہ 15)

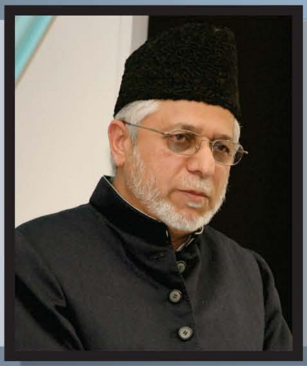

امنِ عالم سے متعلق قرآنی تعلیمات

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل، لندن

جماعت احمدیہ برطانیہ کا سہ روزہ انچاسواں جلسہ سالانہ مورخہ 21، 22، 23، اگست 2015ء بروز جمعہ، ہفتہ اتوار حدیقۃ المہدی، اوک لینڈ فارم، گرین سٹریٹ، ایسٹ اولڈھم، آلٹن، ہمشائر یو کے میں منعقد ہوا۔ مورخہ 23 اگست 2015ء بروز اتوار چوتھے اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب ایم۔اے امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ آپ نے ’امن عالم سے متعلق قرآنی تعلیمات‘ کے موضوع پر نہایت عالمانہ اور ایمان افروز تقریر کی جسے افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

میں اپنی تقریر کی ابتدا دورِ حاضر میں امنِ عالم کے عالمگیر علمبردار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بابرکت الفاظ سے کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

”آج دنیا میں امن وامان ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہر طرف خوف اور بدامنی ہے۔ اسلحہ اور انسانی تباہی کے ہتھیار عام ہو گئے ہیں۔ ایک انسان دوسرے انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ مضبوط قومیں اپنے سے کمزور قوموں پر مظالم ڈھا رہی ہیں۔ دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر دہشت گردی ہو رہی ہے۔ پھر میڈیا نے بھی خوف وہراس کی فضا پیدا کرنے میں کوئی کسر روا نہیں رکھی۔ اِن حالات سے نکلنے کی ایک ہی راہ ہے کہ مسلمان اپنے عمل سے اسلام کو بدنام کرنا چھوڑ دیں۔ وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنائیں اور باہم متحد ہو جائیں۔ غیر اقوام کی بھی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اسلام کے جھنڈے تلے آجائیں کیونکہ دنیا کا امن اسلام ہی سے وابستہ ہے۔“

(ہفت روزہ بدر قادیان۔ 19 دسمبر 2013ء)

مسائل کا واحد حل۔ قرآن کریم

اس ارشاد کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ آج ہماری دنیا جن گھمبیر مسائل سے دوچار ہے اگر اس صورت حال کو ایک فقرہ میں بیان کرنا ہو تو بنیادی مسئلہ امن کا فقدان ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ آج تک کی جانے والی سب کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ لیگ آف نیشنز ناکام ہوئی اور اب اقوام متحدہ کی دیواریں بھی لرزتی نظر آتی ہیں۔ ساری انسانیت پریشان ہے کہ انہیں کب، کہاں سیاور کس طرح امن کی دولت نصیب ہو سکتی ہے۔ اے سننے والو! سنو کہ ساری دنیا کو حقیقی امن کی دولت مل سکتی ہے تو وہ قرآن مجید میں بیان کردہ تعلیمات کو اپنانے سے ہی مل سکتی ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ مقدس کلام ہے جو رحمٰن ورحیم خدا نے نازل فرمایا۔ قرآن مجید سے قبل نازل شدہ الہامی صحیفوں میں انسانوں کی راہنمائی کے لئے بہت مفید باتیں موجود تھیں۔ لیکن ان کا دائرہ عمل اور زمانہ محدود تھا۔ قرآن مجید ایک جامع مکمل اور ابدی شریعت کے طور پر نازل ہوا۔ جس کے بارہ میں خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(سورۃ المائدہ 5 : 16-17)

یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آ چکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔ اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اِذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

نیز فرمایا:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

(سورۃ النحل 16:90)

اور ہم نے تیری طرف کتاب اتاری ہے اس حال میں کہ وہ ہر بات کو کھول کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ ہدایت اور رحمت کے طور پر ہے اور فرمانبرداروں کے لئے خوشخبری ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں ہے۔“

(الحق مباحثہ لدھیانہ۔ روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 80)

یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر ایک نظر

تعلیمات کے ذکر سے قبل یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عام طور پر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں امنِ عالم کے سلسلہ میں قرآنی تعلیمات تو مذکور ہوں گی مگر انسان تو ہمیشہ عملی نمونہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید نے نہ صرف امن عالم کے سلسلہ میں تعلیمات بیان کی ہیں بلکہ ان تعلیمات کا ایک عملی اور اعلیٰ ترین نمونہ آنحضرت ﷺ کی ذات میں قائم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(سورۃ الاحزاب 22:33)

رسول پاک ﷺ نے نہ صرف قرآنی شریعت سے دنیا کو روشناس کروایا جو آپ کا بنیادی فرض تھا بلکہ آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآنی تعلیمات کی وضاحت کرنے اور ان پر کاربند ہونے کا بہترین نمونہ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا کچھ حال بیان فرمائیں تو آپ نے کیسا بلیغ اور جامع جواب دیا کہ:

ان خلقه القرآن (مسند احمد بن حنبل)

کہ آپ کی تو ساری زندگی قرآن مجید کی زندہ تفسیر تھی۔

آپؐ نے قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا ایسا خوبصورت نمونہ پیش فرمایا کہ تعلیمات کا ہر گوشہ پوری وضاحت سے سامنے آگیا۔

رسول پاک ﷺ کی ساری حیات مبارکہ اس بات پر زندہ گواہ ہے کہ آپ نے امن اور سلامتی کے عظیم علمبردار کے طور پر

زندگی گزاری اور انتہائی نامساعد اور مشکل حالات میں بھی امن کا پرچم سربلند رکھتے ہوئے یہ ثابت کر دکھایا کہ دنیا میں امن قائم کیا جاسکتا ہے تو قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی ہوسکتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی، مکی دور بھی اور مدنی دور بھی، ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ کس طرح رسول پاک ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو قرآنی تعلیمات کی برکت سیامن کے علمبردار بنادیا۔

واقعات کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں لیکن تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ جنگ اور مزاحمت پر امن اور سلامتی کو ترجیح دی۔

وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ ؕ (سورۃ النساء 129:4)

آپؐ کا مسلک تھا۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ اِس کی بہترین مثال ہے۔ بظاہر کمزور شرائط قبول کرلیں مگر خدائے قادر نے اس کو فتح مبین بنادیا۔ کبھی از خود بلا جواز دشمنوں پر حملہ نہیں کیا۔ جب دشمن آپؐ پر حملہ آور ہوا تو خدائی اجازت سے آپ نے دفاعی رنگ میں تلوار اٹھائی اور دشمن کی زیادتی فرو کرنے کی حد تک جوابی کاروائی کی۔ آپ کی پرامن سیرت کا یہ پہلو بہت ہی فقید المثال ہے کہ آپ نے میدان جنگ کے لئے بھی مسلمانوں کے سامنے ایک انتہائی ہمدردانہ اور پرامن ضابطہ اخلاق پیش فرمایا۔ میدانِ جنگ ہو تو آج کی نام نہاد مہذب دنیا نرمی، اخلاق، ہمدردی اور انصاف کے تقاضوں کو کلیتہً بھول جاتی ہے لیکن امنِ عالم کے شہنشاہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے جنگ اور خونریزی کے میدانوں میں بھی امن و سلامتی کی اعلیٰ اقدار قائم کیں اور ایسا شاندار نمونہ پیش فرمایا جو ہر دور میں کل انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ فتح مکہ کی مثال اِس بات پر شاہدِ ناطق ہے۔ اپنے سارے خونی دشمنوں کو معاف کر کے تاریخِ عالم میں وہ مثال قائم فرمائی جو تا قیامت عدیم النظیر رہے گی۔

معاہدوں کو پورا کرنے کے سلسلہ میں صادق و امین، رسول اکرم ﷺ نے ہمیشہ وہ نمونہ دکھایا جس کی کوئی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ معاہدہ حِلف الفضول میں شامل ہوئے تو ایک موقع پر اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالتے ہوئے، شدید ترین دشمن کے گھر جا کر مظلوم کا حق اسے دلوایا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ابھی معاہدہ پوری طرح طے بھی نہ ہوا تھا لیکن آپؐ نے معاہدہ کی روح کے مطابق اس پر عمل کر کے ایک عظیم سنگ میل نصب فرمایا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مخالفینِ اسلام نے رسول پاک ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو طعن و تشنیع کا نشانہ تو ضرور بنایا ہے لیکن کبھی ایک بار بھی تو ایسا نہیں ہوا کہ کسی مخالف نے یہ الزام لگایا ہو کہ رسولِ خدا ﷺ نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔

امنِ عالم کا تیر بہدف نسخہ

عصرِ حاضر کا سب سے بڑا المیہ لادینیت اور دہریت ہے۔ حیی و قیوم خدا کی ذات پر عدم یقین دنیا کے سب مسائل اور مصائب کی جڑ ہے۔ جب تک انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان، اس کی محبت اور اس کا حقیقی ادراک نہ ہو، عالمی امن کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اس اصل الاصول کو چھوڑ کر دنیا گمراہی اور ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتی رہے گی اور کبھی بھی امن و سلامتی کا منہ نہ دیکھ سکے گی۔ امنِ عالم کا یہی تیر بہدف نسخہ اور یقینی ذریعہ ہے کہ اس خدائے واحد و یگانہ سے محبت اور اطاعت کا تعلق استوار کیا جائے جس کی ایک صفت السلام بھی ہے اور جس نے بنی نوع انسان کو یہ نوید سنائی ہے کہ:

وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝ (سورۃ یونس 26:10)

کہ آؤ! اور خدا کی اس آواز کو سنو اور یقین کرو کہ وہ تم سب کو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے۔ آؤ! اور اس نعمتِ خداوندی سے اپنی جھولیاں بھرلو!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں:

''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی امن نصیب نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ راز ہے جس کو جانے بغیر نہ تو انسان کو اطمینانِ قلب نصیب ہوسکتا ہے اور نہ ہی معاشرہ میں امن و سکون کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ حقیقی امن اور اطمینان تک جانے والا اور کوئی راستہ نہیں۔... یہ ایک نادانی کی بات اور بے حد جاہلانہ فلسفہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے بغیر رہ سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ موجود نہیں تو پھر امن بھی نہیں اور اس حقیقت کا شعور ہی دراصل دانائی کا کمال ہے۔''

(اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل۔ صفحہ 313-314)

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین کو امن کے بیج کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ اور اس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر زندہ ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی بھی بے چینی، اضطراب یا ذہنی دباو کا اس حد تک شکار نہیں ہوتے کہ گویا اپنی زندگی سے ہی مایوس ہو جائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ برگزیدہ وجود جن کو اللہ تعالیٰ خود انتخاب کر کے نبوت کے مقام پر فائز فرماتا ہے ان کے دلوں میں ایسا سکون اور اطمینان بھر دیتا ہے کہ دنیا کی مخالفتوں اور مصائب کے طوفانوں کے باوجود وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دامن سے وابستہ ہونے کی بدولت امن و سلامتی کی جنت میں زندگی گزارتے ہیں اور دنیا کی تاریخ میں کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا کہ اس نے حالات سے پریشان ہو کر خودکشی کا راستہ اختیار کیا ہو۔ ان کا دل ہمیشہ ابدی سکون اور امن کی آماجگاہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر یقین اور خدا کی یاد ان کے دلوں کو ہمیشہ منور رکھتی ہے۔ ہر فکرمندی کے وقت خدائے رحیم و کریم کی رحمت کا سایہ ان کے سروں پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت ان کی دستگیری کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس اصل کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ۝ؕ (سورۃ الرعد 29:13)

کہ دلوں کو سچا اور حقیقی سکون اور اطمینان اللہ تعالیٰ کی یاد سے نصیب ہوتا ہے اور یادِ الٰہی کی یہ دولت اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقینِ کامل سے ملتی ہے۔ حق یہ ہے کہ اگر دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا پورا ادراک اور محکم یقین پیدا ہو جائے تو یہی وہ نسخہ کیمیا ہے جو امنِ عالم کا قطعی اور یقینی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝

(سورۃ یونس 63:10)

سنو! کہ جو اللہ تعالیٰ کے دوست بن جاتے ہیں وہ ہر قسم کے خوف اور حزن سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ سارا قرآن کریم ایمان باللہ کی تاکید سے بھرا پڑا ہے۔

امن کا شجرہ طیبہ

امن کا سفر ایک فرد کی ذات سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا بیج دراصل سب سے پہلے ہر انسان کے دل میں بویا جاتا ہے۔ یہ بڑھتا ہے تو اس شخص کے خاندان کو امن اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ پھر عائلی زندگی سے بڑھ کر امن کا فیضان سوسائٹی اور ماحول میں پھیل جاتا ہے۔ اگلا مرحلہ ملکی امن و سکون کا ہوتا ہے جو بالآخر عالمی امن کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ کوئی خیالی اور تصوراتی فارمولا نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ظہور ساری کائنات میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اس سفر کے ہر ایک مرحلہ کے لئے قرآنِ مجید میں بہت جامع اور تفصیلی تعلیمات ملتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں:

''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی امن نصیب نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ راز ہے جس کو جانے بغیر نہ تو انسان کو اطمینانِ قلب نصیب ہوسکتا ہے اور نہ ہی معاشرہ میں امن و سکون کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ حقیقی امن اور اطمینان تک جانے والا اور کوئی راستہ نہیں۔ ... یہ ایک نادانی کی بات اور بے حد جاہلانہ فلسفہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے بغیر رہ سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ موجود نہیں تو پھر امن بھی نہیں اور اس

حقیقت کا شعور ہی دراصل دانائی کا کمال ہے۔‘‘

(اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل کا حل۔صفحہ 313-314)

اس اصل الاصول کو بیان کرنے کے ساتھ قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ امن وسلامتی کا سفر عائلی زندگی سے شروع ہوتا ہے۔ گھروں کو امن کا گہوارہ اور جنت نظیر بنانے کے لئے قرآن مجید نے جامع تعلیمات پیش فرمائی ہیں۔ مرد اور عورت کو باہم ایک دوسرے کا لباس قرار دیا۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط (سورۃ البقرہ 188:2)

مردوں کو قوام بنایا تو ساتھ ہی تاکید کی۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج (سورۃ النساء 20:4)

کہ عورتوں سے حسن سلوک کرو۔ دونوں کے حقوق وفرائض کو یکساں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ص

(سورۃ البقرہ 229:2)

شریعت اسلامی میں ایک طرف والدین کو اگر یہ نصیحت کی گئی ہے کہ:

اکرموا اولادکم و احسنوا ادبھم

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الادب، باب برالوالد والاحسان الی البنات)

کہ تم بچوں سے عزت واحترام سے پیش آیا کرو اور ان کی اصلاح کے لئے کوشش کے ساتھ یہ دعا کیا کرو کہ:

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ج (سورۃ الاحقاف 16:46)

تو دوسری طرف بچوں کو یہ تعلیم دی کہ تم ہمیشہ والدین سے حسن سلوک کرو اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا o (سورۃ بنی اسرائیل 25:17)

گھر سے باہر نکل کر رشتہ داروں سے صلہ رحمی، پڑوسیوں سے حسن سلوک اور معاشرہ میں بسنے والے سب افراد سے محبت واکرام کے سلوک کا مرحلہ آتا ہے۔ قرآن مجید نے ہر مرحلہ پر، ہر طبقہ کے لئے ایسی تعلیمات دی ہیں جو امن وسلامتی کی راہوں کو استوار کرنے والی ہیں۔ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے بارہ میں یہ تعلیم دی کہ:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط

(سورۃ النساء 2:4)

خدا کا خوف کرو اور رحمی رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھو۔

پڑوسیوں کے دائرہ کو غیر معمولی وسعت دیتے ہوئے یہ تعلیم دی کہ جو بھی تمہارے پڑوس میں ہو یا وقتی طور پر ساتھ بیٹھنے والا ہو اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کے سب تقاضے پورے کرو۔ معاشرہ میں بسنے والے سب افراد سے حسن سلوک کرنے اور امن وسلامتی کا انداز اختیار کرنے کے حوالہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

المسلم من سلم الناس من لسانہ و یدہٖ

(سنن النسائی۔ کتاب الایمان وشرائعہ، صف المومن)

کہ حقیقی مسلمان تو وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے کسی انسان کو بھی کوئی دکھ اور نقصان نہ پہنچے۔

اس ارشاد میں مسلم، غیر مسلم، کسی بھی رنگ ونسل یا پس منظر سے تعلق رکھنے والے انسانوں میں کوئی تخصیص یا امتیاز نہیں کیا گیا۔

ان محکم بنیادوں پر استوار ہونے والا معاشرہ ترقی کرتے ہوئے ملکی امن وسکون کا ضامن بن جاتا ہے اور بالآخر اگر دنیا کے سب ممالک اپنے اپنے مفادات سے بالا ہو کر قیام امن کی خاطر ان بنیادی تعلیمات پر اکٹھے ہو جائیں اور قرآنی تعلیمات کو راہنما بناتے ہوئے ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ امنِ عالم ساری دنیا کا مقدر بن سکتا ہے۔

قرآن مجید۔ امنِ عالم کا علمبردار

اسلام امنِ عالم کا علمبردار ہے اور ایسی بے مثل تعلیمات پیش کرتا ہے جن کے ذریعہ عالمگیر امن کی حقیقی اور ٹھوس بنیادیں استوار ہوسکتی ہیں بشرطیکہ اقوام عالم اپنے ذاتی مفادات کی بجائے عالمی امن کے قیام کے لئے صدق دل سے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

قرآن کریم خدائے علیم وخبیر اور علام الغیوب کا پرحکمت کلام ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی تعلیمات کو ایک خاص حکمت کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اصول پیش کیا ہے کہ کسی بھی نیکی کو اختیار کرنے سے قبل ایسے منفی عوامل کو دور کرنا ضروری ہے جو اس راہ میں روک بنتے ہیں۔ یہی منطقی طریق اللہ تعالیٰ نے قیامِ امن کے لئے اپنی تعلیمات میں اختیار فرمایا ہے۔

منفی عوامل کی مناہی

قیام امن کی راہ میں ایک بڑی روک دنیا کی قوموں میں نسلی برتری اور قومی تفاخر ہے۔ قرآن مجید اس کی پرزور مناہی کرتا ہے۔ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ o (سورۃ الحجرات 14:49)

اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

اس آیت کریمہ میں کیا ہی سنہری اصول بتایا گیا ہے کہ جو بھی تقویٰ کے میدان میں آگے ہوگا وہی خدا کی نظر میں معزز ہوگا۔ قبیلوں میں تقسیم تو محض تعارف اور پہچان کا ایک ذریعہ ہے۔ اس پر تفاخر کرنا اور غیر قوموں کو حقیر جاننا، باہم نفرت اور منافرت کو جنم دیتا ہے۔ جس سے ملکی اور عالمی امن پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

اس حوالہ سے قرآن مجید نے باہم عزت وتکریم اور احترام کے بارہ میں کیا عمدہ تعلیم دی ہے۔

فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ط وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ o (سورۃ الحجرات 12:49)

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ اور نہ کسی قوم کی عورتیں دوسری قوم کی عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ دوسری قوم یا حالات والی عورتیں ان سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد کیا کرو۔ کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی برے نام کا یعنی فاسق کا مستحق بنا دیتا ہے اور جو بھی توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔

ایک اور خرابی جس نے ساری دنیا کے امن کو برباد کر رکھا ہے وہ جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔ ہر سطح پر یہ خرابی اس حد تک پھیل چکی ہے کہ لوگوں کے مزاج میں شیرِ مادر کی طرح رچ بس گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں کا اور قوموں کا باہمی اعتماد اٹھ گیا ہے۔ منافقت اور دھوکہ دہی اس حد تک معاشرہ میں سرایت کر چکی ہے کہ بڑے بڑے ملک غریب ملکوں کو ہمدردی کے نام پر امداد دیتے وقت دیگر شرائط کے بہانے ہمیشہ کے لئے انہیں اپنا بے دام غلام بنا لیتے ہیں۔ اس خرابی نے انفرادی سکون کو اور عالمی امن کو دیمک کی طرح چاٹ کر رکھ دیا ہے۔ قرآن مجید اس خرابی کی پرزور مذمت کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (سورۃ الاحزاب 71:33)

اور ہمیشہ صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔

پھر فرمایا:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (سورۃ الحج 22:31)

جھوٹ کہنے سے بچو۔

پھر قرآن مجید فرماتا ہے کہ اپنی گواہی اور اپنے بیان میں ہمیشہ صداقت اور حق گوئی سے کام لو! سچی گواہی کی تاکید کرتے ہوئے اس حد تک فرمایا کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (سورۃ النساء 4:136)

اے ایمان دارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ خواہ خود تمہیں اپنے خلاف یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے۔

معاہدات کی پابندی نہ کرنا بھی جھوٹ ہی کی ایک صورت ہے۔ عہد و پیمان اور معاہدات کرنے کے بعد ان کو توڑ دینا یا ان میں تخلف کرنا معاشرہ میں بے شمار خرابیوں اور رقابتوں کو جنم دیتا ہے۔ قرآنی تعلیم ہے کہ:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل 17:35)

اور عہد کو پورا کیا کرو یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

پھر قرآن مجید یہ تاکیدی نصیحت بھی کرتا ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (سورۃ المائدہ 5:2)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

ایک اور خرابی جس نے معاشرہ کو کھوکھلا کر دیا ہے وہ سودی لین دین ہے، مجبوری کے ہاتھوں جب ایک غریب شخص سود پر قرض لیتا ہے تو وہ ایسی زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے جن کی گرفت دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے وہ اپنی ضروریات کو کم کرنے کی بجائے بڑی قوموں سے سود لینے کا راستہ اختیار کرتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب ممالک ہمیشہ کے لئے اقتصادی غلامی میں جکڑے جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہمیں یہ ہدایت ملتی ہے کہ سود سے ہر حال میں اجتناب کرو کیونکہ سود ایسی خوفناک برائی ہے جس سے گھریلو، قومی اور بین الاقوامی سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (سورۃ البقرہ 2:276)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ بالکل اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس پر شیطان یعنی مرض جنون کا سخت حملہ ہا ہو۔

سود کی ایک اور قباحت یہ ہے کہ مختلف ممالک اپنی بساط سے بڑھ کر جنگی ہتھیار خریدنے کے لئے سود کا سہارا لیتے ہیں اور ر ایک دفعہ اس دلدل میں پھنس جانے کے بعد نکلنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ عالمی جنگوں کی بنیادی وجہ بھی یہی سود تھی جس کی قرآن مجید نے سختی سے مناہی کی ہے اور اس ظالمانہ نظام کی جگہ زکوٰۃ، قرضہ حسنہ، وراثت، صدقہ و خیرات اور تجارت وغیرہ کی تعلیم دی ہے۔

ایک اور خرابی جو مالدار اور غریب ملکوں کے درمیان منافرت اور دشمنی پیدا کرتی ہے اور معاملہ بالآخر جنگ و جدال تک پہنچ جاتا ہے وہ مالدار اور طاقتور ملکوں کی ہوس گیری ہے کہ ہر ممکن ذریعہ سے غریب ملکوں کی دولت کو لوٹ لیا جائے۔ یہی لالچ ہے جس کی وجہ سے بڑے ممالک ہمدردی اور مدد کے نام پر بغیر کسی جواز کے غریب ملکوں میں عمل دخل شروع کر دیتے ہیں۔ اور بالآخر اپنے مذموم مقاصد حاصل کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس مکروہ طرز عمل کی پر زور مذمت کی ہے۔ فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (سورۃ الحجر 15 : 89)

اور ہم نے ان میں سے کئی گروہوں کو جو عارضی نفع کا سامان دیا ہے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھ۔

یہ اصول ساری دنیا کے امن کے لئے ایک سنہرا اصول ہے۔ اگر اس پر دیانت داری سے عمل کیا جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک کے معاملات میں دخل اندازی کرے اور اس بہانے ان کی دولت کے خزانوں کو لوٹے یا ان کو اپنے زیر نگیں کر لے۔

ایک اور خرابی جو عالمی امن کی راہ میں سدِ راہ بن کر کھڑی ہے وہ مذہبی دلآزاری اور مذہبی توہین کا رجحان ہے۔ یہ خرابی ایسی ہے جس نے عصر حاضر میں مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کو جنم دیا ہے۔ اس دور میں دنیا کے بے شمار ممالک اس نہایت خطرناک صورت حال سے دوچار ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا کوئی ایک ملک بھی تو ایسا نہیں جو اس کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہو۔ نام نہاد آزادی کے نام پر مقدس مذہبی کتب اور مقدس شخصیات کی تضحیک ایک کھیل بن چکا ہے۔ قرآن کریم نے اس ظالمانہ رجحان اور طرزِ فکر کی شدید مذمت کرتے ہوئے یہ اصول پیش کیا ہے کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس کا نتیجہ اشتعال انگیزی اور خونریزی کی صورت میں نکلے۔ آزادی کا استعمال ذمہ دارانہ اور محتاط طریق پر معین حدود کے اندر ہونا چاہئے۔ قرآن مجید معاشرہ میں فساد پھیلانیوالوں کو نصیحت کرتا ہے:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (سورۃ الاعراف 7:57)

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔

مذہبی توہین کو روکنے کے لئے قرآن مجید نے کیا خوبصورت اور مسحور کن تعلیم دی ہے۔ فرمایا:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ (سورۃ الانعام 6:109)

اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

قرآن مجید کسی بھی رنگ میں فساد پھیلانے اور معاشرہ کے امن کو تباہ کرنے کے رجحان کی مذمت کرتا ہے۔ واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے:

وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (سورۃ البقرہ 2:206)

اللہ تعالیٰ فساد کو اور فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور پھر قتل و غارت کی مذمت کرتے ہوئے قرآنی تعلیم یہ ہے کہ:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ (سورۃ المائدہ 5:33)

جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے اسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

قیام امن کی مثبت تعلیمات

مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کے نام کے اندر ہی اسلام کی روح اور اس کے بلند مقصد کا ذکر کر دیا گیا ہے اور وہ ہے امن و سلامتی اور خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں قیام امن کے حوالہ سے بہت ہی جامع، تفصیلی اور مثبت تعلیمات دی گئی ہیں جو امن و سلامتی کے ہر امکانی پہلو کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

مذہب اسلام پر یہ بے بنیاد الزام، سراسر ناحق طور پر، لگایا جاتا ہے کہ اسلام تشدد اور خونریزی کی تعلیم دیتا ہے۔ حقیقت بالکل اس

کے برعکس ہے۔ اسلام تو امن وسکون اور آشتی کا مذہب ہے اور قرآن مجید ایسی پر امن تعلیمات سے بھرا پڑا ہے جو اس دعوی کو قطعیت سے ثابت کرتی ہیں۔

قرآن مجید نے سب مذاہب کے ماننے والوں کو آپس میں نیک کاموں میں تعاون کی تعلیم دی ہے۔ فرمایا:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص (سورۃ المائدہ 5: 3)

کہ نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

قرآن مجید کیا خوبصورت تعلیم دیتا ہے کہ یہ نہ دیکھو کہ کون تمہیں تعاون کے لئے بلاتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کس غرض سے بلایا جا رہا ہے۔ نیکی اور تقوی کی دعوت ہو تو ہر شخص سے بلا امتیازِ مذہب و ملت تعاون کرو۔

قرآن مجید مذہبی آزادی اور مذہبی رواداری کا علمبردار ہے۔ کتنا واضح اور زوردار اعلان ہے جو قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قف لا قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج (سورۃ البقرہ 2:257)

دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا باہمی فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔

کیا ہی خوبصورت دلیل دی گئی ہے کہ کسی شخص کو اسلام میں زبردستی داخل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جب کہ اسلام کی برتری ظاہر و باہر ہے۔

ایک دوسری جگہ مذہبی آزادی کا اعلان ان الفاظ میں کیا کہ:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لا (سورۃ الکہف 18: 30)

اور تو کہہ دے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے۔ پس جو چاہے وہ اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے وہ اس کا انکار کردے۔ یاد رہے کہ اسلام میں ارتداد کی کوئی دنیوی سزا نہیں۔

اہل مذاہب کے درمیان قربت اور یگانگت پیدا کرنے کا ایک اور ذریعہ قرآن مجید کی یہ اصولی تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت کے لئے اپنے نبی بھیجے اور اسلامی تعلیم یہ ہے کہ سب نبیوں کو، ان کی کتب اور پیغامات کو اصولی طور پر منجانب اللہ تسلیم کیا جائے۔ فرمایا:

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (سورۃ فاطر 25:35)

اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔

پھر فرمایا:

وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ o ع (سورۃ الرعد 8:13)

اور ہر قوم کے لئے خدا کی طرف سے ایک راہنما بھیجا جا چکا ہے۔

اسلامی رواداری کا کمال دیکھئے کہ ہر مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف (سورۃ البقرہ 2: 286)

ہم خدا تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک دوسرے کے درمیان ایمان لانے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کرتے۔

صرف یہی نہیں بلکہ قرآن مجید یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ عمومی رنگ میں سب ادیان، بانیان مذاہب، مذہبی کتب، دیگر مذاہب کے معابد اور ان کے مذہبی لیڈروں کا واجبی احترام کیا جائے۔ رواداری کی اس خوبصورت تعلیم سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں باہم احترام اور تعاون کی فضا پیدا ہوتی ہے اور ان کے باہمی اختلافات مٹتے چلے جاتے ہیں۔

امن عالم کے قیام کے لئے ایک اور سنہری اصول قرآن مجید نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جب کسی بھی موقع پر عہدیدار ان کے انتخاب کا مرحلہ آئے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ پوری دیانت داری سے ان لوگوں کے حق میں اپنی رائے دے جو اس ذمہ داری کو بہترین رنگ میں ادا کر سکتے ہوں۔ اور جن کا انتخاب کیا جائے ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عدل و انصاف سے مفوضہ ذمہ داری ادا کریں۔ قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا لا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا o

(سورۃ النساء 59:4)

اللہ تمہیں یقیناً اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔ اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت ہی اچھی ہے۔ اللہ یقیناً بہت سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اگر دونوں طرف سے اس سنہری اصول کی پوری دیانت داری سے پابندی کی جائے تو ہر ملک ایک مثالی ملک بن سکتا ہے اور اس طرح ساری دنیا میں امن وسلامتی کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

حق یہ ہے کہ حکومت کی تشکیل میں دیانت داری سے واقعی اہل لوگوں کا انتخاب کرنا اور منتخب ہونے والے راہنماں کا ہر موقع پر عدل وانصاف سے کام لینا، یہ دو ایسے محکم اصول ہیں جن کا نتیجہ لازمی طور پر امن وسکون اور فلاحی ریاست کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

عصر حاضر میں رابطہ کے ذرائع میں بے پناہ وسعت کی وجہ سے ساری دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے۔ اس پس منظر میں بین الاقوامی تعلقات کی اہمیت اور ضرورت پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ قرآن کریم نے قوموں کے باہمی تعلقات کی بنیاد کامل عدل اور انصاف پر رکھی ہے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o (سورۃ المائدہ 5: 9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو یہ تقوی کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ محکم اصول عالمی امن میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر ساری اقوام صدق دل سے اپنے باہمی تعلقات میں ہمیشہ عدل اور انصاف سے کام لینے کو اپنا مستقل طریق عمل بنالیں تو ان کے باہمی اختلافات یکدم کافور ہو سکتے ہیں۔ آج دنیا کو صرف نام کی اقوام متحدہ نہیں بلکہ ایک ایسے مضبوط عالمی ادارہ کی شدید ضرورت ہے جس کا کام صرف عدل اور انصاف قائم کرنا ہو کیونکہ عدل وانصاف کے بغیر امن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا!

قرآن مجید ایک آفاقی کتاب ہدایت ہے جس میں امکانی صورتوں کے حوالہ سے بھی خوبصورت تعلیمات پائی جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب بھی قرآن مجید نے دیا ہے کہ اگر ایک قوم دوسری قوم کے خلاف لشکر کشی کرے اور باہمی تنازعہ جنگ وجدال میں بدل جائے تو ایسی صورت میں کس طرح امن قائم کیا جاسکتا ہے؟ قرآن مجید راہنمائی فرماتا ہے:

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ o

(سورۃ الحجرات 10:49)

اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کراو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے

سب مل کر اس کے خلاف جنگ کرو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ۔ اور انصاف کو مدِّ نظر رکھو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

یاد رہے کہ اگرچہ یہ ہدایت مومنوں کے حوالہ سے دی گئی ہے مگر اس میں ایک ایسا اصول بیان کیا گیا ہے جو کل اقوامِ عالم کے لئے مشعل راہ ہے۔ حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں یہ ہدایت بہت ہی اہم نظر آتی ہے۔ کوئی طاقتور ملک تیل اور معدنی ذخائر والے کسی ملک پر بلا جواز حملہ کرتا ہے تو کئی دوسرے ممالک اپنے مفاد کی خاطر اس کے اِس ظلم میں شامل ہو جاتے ہیں اور باقی سب تماشائی بنے اس بربریت کو دیکھتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے ہی مواقع کے لئے یہ قرآنی اصول ہے جو امن وسلامتی کی حقیقی ضمانت ہوسکتا ہے۔

امن کے حوالہ سے قرآنی تعلیمات کا ذکر ہو تو اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اسلام کو کس طرح امن کا مذہب یقین کیا جائے جب کہ تاریخِ اسلام میں جنگ و جدال کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی زبانی سنیئے۔ فرمایا:

اگر ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں اور بانیٔ اسلام رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ اور آپؐ کے اسوہ کو دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ ابتدائی مسلمانوں نے کسی بھی جنگ یا لڑائی کا آغاز نہیں کیا۔ اگر کبھی مسلمانوں کو جنگ لڑنا پڑی تو یہ جنگ صرف اور صرف دفاعی ہوتی اور ان جنگوں کا مقصد ظالموں کو ظلم سے روکنا ہوتا نہ کہ دوسروں پر اپنی فوقیت ظاہر کرنا یا ناانصافیاں کرتے پھرنا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے کبھی بھی دوسری قوموں اور ملکوں پر قبضہ کرنے اور انہیں محکوم بنانے کی کوشش نہیں کی۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، ۔ 5 دسمبر 2014ء)

مسلمانوں کو پہلی مرتبہ خدائی حکم کے تابع دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی۔ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں آتا ہے:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۙ﴿۰﴾ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۰﴾ (سورۃ الحج 22:40-41)

ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے۔ جواباً قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔

اس جگہ یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ اگر دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو نہ یہودیوں کی عبادت گاہ محفوظ رہتی، نہ کلیسا، نہ مندر، نہ مسجد۔ بلکہ کوئی بھی عبادت گاہ محفوظ نہ رہتی۔ ...

مسلمانوں کو جوابی لڑائی کرنے کی اجازت صرف اسلام کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ ہر مذہب کی حفاظت کے لئے دی گئی ہے۔

سامعین کرام!

قرآنی تعلیمات کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ دفاعی جنگ کی اجازت کے ضمن میں بھی مسلمانوں کو امن وسلامتی کے قیام کی غرض سے ایسی شاندار اور فقید المثال تعلیمات دی گئی ہیں جن کا ذکر کسی اور مذہب کی تعلیم میں نہیں ملتا۔

آیئے ان امتیازی تعلیمات پر نظر کرتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۰﴾ (سورۃ البقرہ 2:191)

اور اللہ کی راہ میں صرف ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر ایک دوسری آیت قرآنی میں ذکر ہے:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَاعُوْقِبْتُمْ بِہٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴿۰﴾ (سورۃ النحل 16:127)

اور اگر تم لوگ زیادتی کرنے والوں کو سزا دو تو صرف اتنی ہی سزا دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی ہو اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہوگا۔

پھر عدل وانصاف سے معاملہ کرنے کی کیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ فرمایا:

وَ قٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ؕ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۰﴾

(سورۃ البقرہ 2:194)

اور ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین کا اختیار کرنا اللہ کی خاطر ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی کرنے والے ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔

پھر قرآنی تعلیم کی کمال خوبی یہ ہے کہ الصلح خیر کے مطابق اگر کسی بھی مرحلہ پر صلح صفائی اور امن کی صورت پیدا ہوسکتی ہو تو ہدایت یہ ہے کہ:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۰﴾ (سورۃ الانفال 8:62)

اور اگر وہ حملہ آور کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو اے رسول! تو بھی صلح کی طرف مائل ہو جا۔ اور اللہ پر توکل کر۔ اللہ یقیناً بہت دعائیں سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

یہ ایک بہت مختصراً اجمالی خاکہ ہے ان خوبصورت تعلیمات کا جو امنِ عالم کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔ مسلمان بھی ان کے مخاطب ہیں اور ساری دنیا کے لوگ بھی۔ امن عالم کی سچی خواہش اور تمنا رکھنے والا ہر شخص ان تعلیمات کا مخاطب ہے۔ دورِ حاضر کی نزاکت تقاضا کرتی ہے کہ ان قرآنی تعلیمات کو دلوں میں بٹھا کر عمل کے سانچے میں ڈھالا جائے تا کہ ساری دنیا امن اور سلامتی کی آغوش میں آ جائے!

اختتامیہ

میں اپنی تقریر کا اختتام وقت کے امام اور عالمگیر امن کے علمبردار اور منادی، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت الفاظ سے کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

آج دنیا کی اہم ترین اور فوری ضرورت یہی ہے کہ امن کا قیام کیا جائے اور خدا کو مانا جائے۔... وقت کا اہم تقاضا ہے کہ تمام قومیں اس طرف توجہ کریں ورنہ دنیا ناقابل تصور نقصان کے دہانہ پر کھڑی ہے۔... پس اپنے آپ کو بچانے اور بنی نوع انسان کی حفاظت کی خاطر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اور زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 11 اپریل 2014ء صفحہ 11)

پھر آپ فرماتے ہیں:

سب سے بڑھ کر اس امر کی ضرورت ہے کہ دنیا اس بات کا احساس کرے کہ وہ اپنے خالق کو بھلا چکی ہے اور یہ کہ اسے واپس اپنے خالق کی طرف آنا ہوگا اور یہی وہ واحد راہ ہے جس سے حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے اور اس کے بغیر امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 5 دسمبر 2014ء، صفحہ 15)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی تحریک تعلیم القرآن و وقف عارضی

مکرم مولانا اویس احمد نصیر صاحب، شعبہ ریسرچ سیل ربوہ

خلفائے احمدیت کا عشق قرآن تو ان کے تمام خطابات، خطبات اور قول وعمل سے چھلکتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کی عملی تصویر نظر آتا۔

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ابتدائی تحریکوں میں سے تحریک تعلیم القرآن و وقف عارضی اس کا ایسا روشن ثبوت ہے جس کی چمک دمک دن بدن مزید بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ آپ کو خود بھی بہت بچپن میں ظاہری طور پر بھی قرآن کریم کے حفظ کی توفیق ملی اور روحانی طور پر بھی آپ کی زندگی کا ہر حرکت و سکون اور آپ کی سیرت اور اخلاق وشمائل کا ہر گوشہ قرآن کریم کے نور سے روشن تھا اور آپ کی ہر تحریر وتقریر سے بزبان حال الخیر کلہ فی القرآن کا اعلان عام ہوتا رہا۔ آپ کا قرآن کریم سے یہ عشق بلامبالغہ آسمانوں کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔

تعلیم القرآن کی تحریک ایک الٰہی تحریک

الٰہی تحریک سے مراد یہ ہے کہ جب خلفاء کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی منشاء کے تحت کسی خاص کام کے لئے جوش پیدا کرتا ہے تو وہ اس کام کو تنظیمی یا اداراتی رنگ دیتے ہیں اور معین ٹارگٹ دیتے ہیں تو اسے جماعت میں الٰہی تحریک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس تحریک کے نتیجہ میں عظیم الشان ثمرات حاصل ہوتے ہیں وہ اس بات کی عملی گواہی بن جاتے ہیں کہ یہ سب نظام اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت سے جاری ہے۔

1966ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے الٰہی منشاء کے تحت تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کی تحریک جاری کی تو اس کے بے شمار شیریں ثمرات ابتدا سے ہی سے ظاہر ہونا شروع ہو گئے اور آج تک احمدی اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اس تحریک کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو ایک روحانی نظارہ بھی دکھایا جس میں آپ نے دیکھا کہ پوری زمین ایک سرے سے دوسرے سرے تک نور سے منور ہو گئی ہے اور وہ نور ”بشری لکم“ کی عظیم بشارت کے الہامی الفاظ میں ڈھل گیا۔ اس تحریک کے متعلق اس عظیم الشان بشارت کا ذکر کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 5 اگست 1966ء میں فرماتے ہیں۔

”جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا۔ وہ قرآن کریم کا نور ہے۔ جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔“ (خطبات ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 344)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تعلیم القرآن کو خلیفہ وقت کا سب سے اہم کام قرار دیا اور باقاعدہ ایک منصوبہ کے تحت تعلیم القرآن کا آغاز فرمایا اور جماعتوں کو معین ٹارگٹ دیا کہ کوئی ایسا بچہ نہ ہو جسے قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھنا آتا ہو۔ چنانچہ آپؒ نے خطبہ جمعہ 4 فروری 1966ء میں فرمایا۔

”اس سلسلہ میں جو ابتدائی منصوبہ میں جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے تمام بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام مجلس خدام الاحمدیہ کرے۔ اور کراچی کی جماعت کے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام میں مجلس انصار اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ضلع سیالکوٹ کی دیہاتی جماعتوں میں یہ کام مجلس خدام الاحمدیہ کرے۔ ضلع جھنگ میں جو جماعتیں ہیں ان کے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام مجلس انصار اللہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ جو جماعتیں ہیں ان میں اس اہم کام کی طرف نظارت اصلاح وارشاد کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو.... اس منصوبہ کی تفاصیل متعلقہ محکمے تیار کریں اور ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے پہنچائیں۔“ (خطبات ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 125)

اس تحریک کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد حضورؒ نے تعلیم القرآن کے کام کو مزید منظم کرنے کے لئے تحریک وقفِ عارضی کا اجراء فرمایا۔ اسی سال 24 جون تا 16 ستمبر 1966ء تقریباً تین ماہ مسلسل قرآنی انوار پر خطبات جمعہ ارشاد فرمائے جو بعد ازاں ”انوار قرآنی“ کے عنوان سے شائع ہوئے۔ حضورؒ نے جماعت کے عہدیداران خصوصاً امراء اضلاع کو اس تحریک کو کامیاب بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خطبہ جمعہ یکم جولائی 1966ء میں فرمایا۔

”پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔“ (خطبات ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 299)

تین سال بعد حضور انور نے اس تحریک کا جائزہ لیا اور خطبہ جمعہ 28 مارچ 1969ء کو مرکزی نظام میں ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی کا اضافہ فرمایا۔ جس کا الگ دفتر یکم مئی 1969ء میں بنا۔

مجلس موصیان اور تعلیم القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 5 اگست 1966ء کو انجمن موصیان اور موصیات قائم کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ آپؒ نے فرمایا۔

”موصی صاحبان کا ایک بڑا گہرا اور دائمی تعلق قرآن کریم، قرآن کریم کے سیکھنے، قرآن کریم کے نور سے منور ہونے، قرآن کریم کی برکات سے مستفیض ہونے اور قرآن کریم کے فضلوں کا وارث بننے سے ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کی ذمہ داری بھی ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ ...

اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی تحریکوں کو موصی صاحبان کی تنظیم کے ساتھ ملحق کر دیا جائے اور یہ سارے کام ان کے سپرد کئے جائیں۔“

(خطبات ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 346)

خطبہ جمعہ 4 اپریل 1969ء میں حضور انور نے تعلیم القرآن کے کام کو موصیان کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا۔

’’خدا چاہتا ہے کہ یہ تنظیم قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے سے اپنا کام شروع کرے۔‘‘

اسی خطبہ میں ان کے معین فرائض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

’’ایک تو موصیوں کے صدر اور نائب صدر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے موصیوں کا جائزہ لے کر ایک ماہ کے اندر اندر ہمیں اس بات کی اطلاع دیں کہ کس قدر موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر موصی کو قرآن کریم آتا ہو۔

اور تیسری ذمہ داری آج میں ہر اس موصی پر جو قرآن کریم جانتا ہے یہ ڈالنا چاہتا ہوں کہ وہ دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں اور یہ کام باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت ہو اور اس کی اطلاع نظارت متعلقہ کو دی جائے۔‘‘

(خطباتِ ناصرؒ، جلد دوم، صفحہ 563)

اسی خطبہ میں حضورؒ نے مجلس انصار اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خود قرآن سیکھیں اور جن کے نگران ہیں انہیں بھی سکھائیں اسی طرح حضور نے خدام اور لجنہ کو بھی تعلیم القرآن کی نگرانی کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے اس منصوبہ کے لئے 6 ماہ کا عرصہ مقرر فرمایا تھا لیکن اس کے بعد خطبہ جمعہ 20 جون 1969ء میں چھ ماہ کے بجائے ڈیڑھ سال کا عرصہ مقرر فرمایا۔

تحریک تعلیم القرآن کے منصوبہ کے تحت ہی حضورؒ نے فضل عمر درس القرآن کلاس کو نظارت تعلیم القرآن کے ساتھ منسلک کر دیا جو کہ نظارت اصلاح وارشاد کے تحت 1964ء میں شروع ہو چکی تھی۔ تعلیم القرآن کے لئے ہی حضور انور نے خطبہ جمعہ 20 جون 1969ء میں تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی جلد کو پڑھنے کی تحریک فرمائی تھی جو کہ 1969ء میں شائع ہوئی تھی۔ اسی طرح حضورؒ نے 12 ستمبر 1969ء کو کراچی میں احباب جماعت کو سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے اور سمجھنے کی تحریک فرمائی تھی۔

تحریک وقفِ عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور مبارک میں خاص مواقع پر وقفِ عارضی کی تحریک کی گئی تھی جیسے شدھی کے خلاف تین تین ماہ وقف کی تحریک کی گئی تھی مگر وقفِ عارضی کی تحریک کو مستقل بنیادوں پر خلافت ثالثہ میں جاری کیا گیا۔ اور باقاعدہ نظارت کا قیام فرمایا۔ چنانچہ 18 مارچ 1966ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس تحریک کا آغاز فرمایا۔ اعلان والے دن یعنی 18 مارچ 1966ء سے پہلی شب حضور رات دیر تک ڈاک ملاحظہ فرماتے رہے اور اسی رات خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و رضا کا اظہار فرمایا۔ حضورؒ نے فرمایا:

’’میں نے جماعت کی ترقی اور احباب جماعت کے لئے بھی دعا کی بہت توفیق پائی۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میری زبان پر یہ فقرہ تھا کہ:

اینا دیواں گا کہ تو رج جاویں گا۔‘‘

(خطباتِ ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 182)

اس کے بعد حضورؒ نے اسی خطبہ جمعہ میں تحریک کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔

’’غرض وقت کی قربانی کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اور اس کے لئے میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں، اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں، اور ان کے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں، اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے انہیں بجا لانے کی پوری کوشش کریں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض دوست مالی لحاظ سے زیادہ لمبا سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے جو دوست دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ میری اس تحریک کے نتیجہ میں وقف کریں۔ وہ ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیں کہ ہم مثلاً سو میل تک اپنے خرچ پر سفر کرنے کے قابل ہیں یا دو سو میل یا چار سو میل یا پانچ سو میل اپنے خرچ پر سفر کر سکتے ہیں بہرحال جس قدر بھی ان کی مالی استطاعت ہو وہ ذکر کر دیں تا انہیں اس کے مطابق مناسب جگہوں پر بھجوایا جا سکے۔‘‘

(خطباتِ ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 183)

حضورؒ کی ہدایات کے تحت تحریک وقفِ عارضی نے کام شروع کیا اور خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد اس کے انچارج مقرر ہوئے۔ پھر 1969ء میں اسے باقاعدہ نظارت کی شکل دے دی گئی تو آپ ہی پہلے ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی مقرر ہوئے اور اپنی وفات تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فرائض ادا کرتے رہے۔

ہر احمدی وقفِ عارضی کرے

حضورؒ نے جماعت کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کو اس میں شمولیت کی تحریک فرمائی چنانچہ آپ نے مربیان اور عہدیداران، موصیان، طلباء و اساتذہ۔ گورنمنٹ کے ملازمین اور وکلاء کو اس طرف متوجہ کیا۔ اور اس بات کو واضح فرمایا کہ وقفِ عارضی ہر احمدی کا فرض ہے۔ آپؒ خطبہ جمعہ 15 اگست 1969ء میں فرماتے ہیں۔

’’مربیوں کو بھی چاہیے اور عام عہدیداروں کو بھی چاہیے بلکہ ہر احمدی کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور اپنے بھائی کو بھی یہ تلقین کرے کہ وہ وقفِ عارضی میں شامل ہو۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک قربانی کی راہ ہے اور یہ راہ تنگ ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ قربانی کی راہوں پر چلے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے۔‘‘ (خطباتِ ناصرؒ، جلد دوم، صفحہ 802)

وقفِ عارضی کا بڑا مقصد قرآن کریم سکھانا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خطبہ جمعہ 28 مارچ 1969ء میں فرمایا۔

’’وقفِ عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جؤا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔‘‘ (خطباتِ ناصرؒ، جلد دوم، صفحہ 557)

حضورؒ نے اسی خطبہ میں فرمایا کہ مجھے ہر سال وقفِ عارضی میں کم از کم پانچ ہزار واقفین چاہئیں اس کے بغیر صحیح رنگ میں جماعت کی تربیت نہیں کر سکتے۔

واقفین عارضی کے کام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے واقفین عارضی کو ہدایات دیتے ہوئے خطبہ جمعہ 18 مارچ 1966ء میں فرمایا۔

1۔ تعلیم القرآن کا کام

بڑے بڑے کام جو ان دوستوں کو کرنے پڑیں گے ان میں سے ایک تو قرآن کریم ناظرہ پڑھنے اور قرآن کریم با ترجمہ پڑھنے کی جو مہم جماعت میں جاری کی گئی ہے اس کی انہیں نگرانی کرنا ہوگی اور اسے منظم کرنا ہوگا۔ (خطباتِ ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 184)

2۔ غافل افراد کو چست کرنا

دوسرے بہت سی جماعتوں کے متعلق ایسی شکایتیں بھی آتی

رہتی ہیں کہ ان میں بعض دوست ایمانی لحاظ سے یا جماعتی کاموں کے لحاظ سے اتنے چست نہیں جتنا ایک احمدی کو ہونا چاہیے ان دوستوں سے ایسے احباب کی اصلاح اور تربیت کا کام بھی لیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ وہ ایسی جماعتوں کے سست اور غافل افراد کو چست کرنے کی کوشش کریں۔

(خطبات ناصرؒ، جلد اول ،صفحہ 184)

3۔ باہمی جھگڑوں کو نپٹانا

اچھا احمدی ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے وہ اچھا شہری بھی ہو۔لیکن بہت سے دوست چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑتے اور لڑتے رہتے ہیں اور یہ بات ایک احمدی کے لئے کسی صورت میں بھی مناسب نہیں۔ جب یہ جھگڑے اور لڑائیاں جاری ہو جاتی ہیں تو جماعت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔پس جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ دو ہفتے سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ میری اس تحریک پر وقف کرنے کی توفیق دے انہیں ان باتوں کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی اور جماعت کے دوستوں کے باہمی جھگڑوں کو نپٹانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہوگی۔ (خطبات ناصرؒ، جلد اول، صفحہ 184)

4۔ تربیت اور محاسبہ نفس

تحریک وقفِ عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے۔... جہاں یہ وفود جاتے ہیں وہاں بھی لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 28 جنوری 1977ء بحوالہ خطبات ناصرؒ، جلد ہفتم صفحہ 20)

5۔ اصلاح نفس

پس تحریک وقفِ عارضی دراصل اصلاح نفس کے لئے اپنے محاسبہ کے لئے اور دوسروں کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے جاری کی گئی تھی۔

(خطبہ جمعہ 28 جنوری 1977ء بحوالہ خطبات ناصرؒ، جلد ہفتم ، صفحہ 24)

6۔ باہمی تعلقات بڑھانے کی طرف توجہ

وقفِ عارضی کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ باہمی تعلقات بڑھیں اور وہ عظیم کام جو خدا تعالیٰ اس وقت جماعت احمدیہ سے لینا چاہتا ہے یعنی یہ کہ نوع انسانی کو ایک خاندان کی طرح بنا دیا جائے اس میں ہماری کوشش بھی شامل ہو ۔

(خطبہ جمعہ 28 جنوری 1977ء بحوالہ خطبات ناصرؒ، جلد ہفتم، صفحہ 20)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 اپریل 2013ء کو سپین کی نیشنل مجلسِ عاملہ کی میٹنگ میں سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی سے دریافت فرمایا:

کیا لوگ وقفِ عارضی کرتے ہیں۔ وقفِ عارضی کی تحریک کیا کریں۔ اپنی عاملہ کے ممبران کو کہیں کہ وقفِ عارضی کریں۔ وقفِ عارضی کا ریکارڈ آپ کے پاس ہونا چاہئے اور آپ کو اس کا علم ہونا چاہئے جو اپنے طور پر پروگرام بنا کر چلا گیا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے وقفِ عارضی کی ہے تو یہ وقفِ عارضی نہیں ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 29 اپریل 2013ء)

دعا ہے ہمیں وقف عارضی کرنے کی توفیق عطا کرے اور اس کی جملہ برکات و فیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین

بقیہ از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصے

جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ مردے کے متعلق یہ خیال کیا جائے کہ وہ ہمیں کوئی چیز دے گا، یہ امر صریح ناجائز ہے اور اسلام اسے حرام قرار دیتا ہے، باقی رہا اس کا یہ حصہ کہ ایسے مقامات پر جانے سے رقت پیدا ہوتی ہے یا یہ حصہ کہ انسان ان وعدوں کو یاد دلا کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کئے ہوں، دعا کرے کہ الٰہی ہمارے وجود میں تو ان وعدوں کو پورا فرما، یہ نہ صرف ناجائز نہیں بلکہ روحانی حقیقت ہے اور مومن کا فرض ہے کہ وہ برکت کے ایسے مقامات سے فائدہ اٹھائے۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر میں مکرم مولوی محمد یوسف صاحب درویش قادیان کی 94 سال کی عمر میں وفات پانے کا اعلان فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جولائی 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا۔

پس اگر قرآن کریم پڑھنا ہے تو ایسے طریقے سے پڑھنا چاہئے جس سے شوق اور محبت پیدا ہو، گزشتہ دنوں ایک جاپانی خاتون جو یہاں رہتی ہیں، مجھ سے ملنے آئیں، انہوں نے کچھ عرصہ پہلے بیعت کی، انہوں نے بتایا کہ تین سال میں انہوں نے قرآن شریف ختم کر لیا ہے اور وہ کچھ سنانا بھی چاہتی تھیں، انہوں نے آیت الکرسی اس طرح ڈوب کر پڑھی کہ حیرت ہوتی تھی، تو اصل چیز یہی ہے کہ قرآن کریم سے ایسی محبت ہو کہ ڈوب کر اسے پڑھا جائے، صرف دکھاوے کے لئے قاریوں کی طرح گلے سے آوازیں نکال لینا تو مقصد نہیں ہے۔ عرب احمدیوں کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے، ایک بڑی اکثریت اس بات کو سامنے رکھتی ہے لیکن بعض کی طبیعتوں میں ایک فخر کی حالت بھی ہوتی ہے، ایک پاکستانی عورت ایک عرب سے بیاہی ہوئی ہے، وہ بھی اپنی طرف سے حلق سے آواز نکال کر سمجھتی ہے کہ میں نے صحیح تلفظ ادا کر دیا ہے حالانکہ وہ صحیح نہیں ہوتا، اگر اس کی ذات تک ہی بات ہوتی تو کوئی بات نہیں تھی اور مجھے کہنے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض مجالس میں بیٹھ کر استہزا کے رنگ میں یہ بات ہوتی ہے کہ بعض حروف کی ادائیگی پاکستانیوں کو نہیں آتی، قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لو، انہوں نے جب احمدیت قبول کی اور قادیان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد کابل واپس گئے تو وہاں کے گورنر نے انہیں بلایا اور کہا توبہ کر لو، انہوں نے کہا میں توبہ کس طرح کروں، جب میں قادیان سے چلا تھا تو اسی وقت میں نے رؤیاء میں دیکھا تھا کہ مجھے ہتھکڑیاں پڑی ہوئی ہیں، پس جب خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ تمہیں اس راہ میں ہتھکڑیاں پہننی پڑیں گی تو اب میں ان ہتھکڑیوں کو اتروانے کی کس طرح کوشش کروں، اب دیکھو انہیں یہ وثوق اور یقین اس لئے حاصل ہوا کیونکہ انہوں نے خود ایک خواب دیکھا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک گروہ تھا جس نے عشق کا ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھایا کہ ہماری آنکھیں اب پچھلی جماعتوں کے آگے نیچی نہیں ہوسکتیں، ہماری جماعت کے دوستوں میں کتنی ہی کمزوریاں ہوں، کتنی ہی غفلتیں ہوں لیکن اگر موسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہمیں اپنا نمونہ پیش کریں تو ہم اُن کے سامنے اس گروہ کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی اگر قیامت کے دن اپنے اعلیٰ کارنامے پیش کریں تو ہم فخر کے ساتھ اپنے ان صحابہؓ کو پیش کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر میں مکرم مولوی خورشید احمد صاحب درویش قادیان کی 94 سال کی عمر میں وفات پانے کا اعلان فرمایا اور نماز جمعہ کے بعدان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

کینیڈا کے نیشنل مساجد فنڈ میں مالی قربانیوں کی تحریک

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مساجد کی تعمیر میں حصہ لینا جنت میں گھر بنانا ہے۔ اگلے چند سالوں میں کینیڈا میں پانچ مسجدیں بنانے کا پروگرام ہے۔ جماعت کینیڈا نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جماعت کینیڈا کے قیام کے پچاس سال پورے ہونے کے موقعہ پر نئی مساجد کی تعمیر کے منصوبہ کا تحفہ پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ریجائنا، سیسکاٹون اور لائیڈ منسٹر میں مساجد زیر تعمیر ہیں اور بریمپٹن کی مسجد کی تعمیر کی اجازت مل چکی ہے اور اس کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔ اس کے علاوہ ٹورانٹو ایسٹ کی مسجد بیت الحنیف کو دوبارہ تعمیر کرنا ہے۔ ان تمام مساجد کے لئے تقریباً 23 ملین ڈالرز کی ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مساجد کی تعمیر میں ہر رکاوٹ کو خود دور فرمائے اور ان کی تعمیر کے لئے مالی وسائل اپنی جناب سے مہیا فرمائے اور احسن طریق پر ان کی تعمیر وقت کے اندر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اب چونکہ کینیڈا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے۔ اس لئے نیشنل مساجد فنڈ کی مد میں پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 نومبر 2005ء کے خطبہ جمعہ میں تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاددہانی کرواتے ہوئے فرمایا کہ:

’’ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی۔ ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے۔ عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے یا اپنے جیب خرچ سے دیتے تھے۔‘‘

پھر فرمایا کہ:

’’اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں۔ ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مد میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے۔ وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارہ میں اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ اور انہیں ترغیب دلائیں تو اللہ تعالیٰ اُن والدین کو بھی خاص طور پر اس ماحول میں بہت سے فکروں سے آزاد فرما دے گا۔‘‘

(خطبات مسرور، جلد سوم، صفحہ 665-666)

احباب جماعت اور خواتین سے درخواست ہے کہ جہاں آپ دوسری مدات میں مالی قربانی کرتے ہیں وہاں کینیڈا میں نیشنل مساجد فنڈ میں بھی حسب توفیق رقوم بھجوائیں۔ اسی طرح جب آپ کو کوئی خوشی پہنچے، نئی نوکری میسر آئے، نوکری میں ترقی حاصل ہو، نیا مکان بنانے کی توفیق ملے یا آپ کے بچوں کو اپنے امتحانات میں کامیابی حاصل ہو، ان مواقع پر اس بابرکت مد نیشنل مساجد فنڈ میں حسب توفیق حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنیں۔

کیوں تم سے خدا ناراض ہوا

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب، لندن

کیوں تم سے خدا ناراض ہوا ، وہ کونسی نعمت ٹھکرائی
کس ڈھال کا سایہ ٹھکرایا ، ہوتی ہے تمہیں کیوں پسپائی

اے میرے وطن کے فلسفیو! دانشمندو! قانون گرو!
کیوں قوم تمہاری نرغے میں آفات و مصائب کے آئی

کچھ بات تو ہے کہ جس کے سبب آفات تمہاری تاک میں ہیں
ناسور یہ دہشت گردی کا سیلاب ، زلازل ، مہنگائی

وہ قوم جو اُس کے مرسل کی تکفیر کرے ، تکذیب کرے
اُس قوم کے حصے اللہ نے لکھی ہے ازل سے رسوائی

انجام بُرا اتنا ہی ہوا جنہیں ڈھیل زیادہ جتنی ملی
یہ ایک حقیقت ہے جو کہ قرآن نے واضح بتلائی

وہ لوگ جنہوں نے سوچا تھا کشکول تھما دیں گے ہم کو
تقدیرِ خدا نے ان کو ہی دَر دَر کی بھیک ہے منگوائی

ہر دَور کے ہر فرعون کو وہ نابود بالآخر کرتا ہے
یہ ایک الٰہی سنت ہے ، ہر دَور میں اس نے دہرائی

ہر بار خدائے قادر نے گلزار میں بدلا ہے اس کو
نمرود کے چیلوں نے جس وقت بھی حسد کی آتش بھڑکائی

جس دل میں اُترتے ہوں دریا اس دل کو تو اہلِ دل سمجھیں
پر چاہ کے مینڈک کیا جانیں اس بحرِ وفا کی گہرائی

وہ قدر کی آخر رات بنی پُر نور سویرا جس سے ہوا
ظلمات کے گھپ اندھیرے میں وہ رات جو نوروں نہلائی

سب حیلے حربے دشمن کے ، ہتھیارِ دعا سے ٹوٹیں گے
یہ بات ہمارے مُرشد نے اِک بار ہمیں پھر سمجھائی

یہ قتل گہیں ، یہ دار و رسن یہ زنجیر و زندان ظفر
سب ٹوٹ گریں گے پل بھر میں جب وقت نے لے لی انگڑائی

''جہاد کی ضرورت نہیں رہی''

15 مسلمان ممالک کے نامور علماء کا متفقہ اعلان

مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب، آسٹریلیا

اردو معاصر روزنامہ ''پاکستان'' ترکی میں منعقد ہونے والی ایک بین الاقوامی کانفرنس کی خبر دیتے ہوئے زیر عنوان ''مسلمان علماء نے ابن تیمیہ کا ''فتویٰ جہاد'' تبدیل کردیا'' لکھتا ہے :

''نامور مسلمان علماء نے قرون وسطیٰ کے اس فتویٰ کو تبدیل کر دیا جس میں جہاد کی تبلیغ کی گئی ہے۔جنوب مشرقی ترکی کے شہر ماردین میں علماء کی کانفرنس میں قرار دیا گیا کہ اس وقت جب کہ دنیا ''گلوبل ویلج'' بن گئی ہے اور ایک دوسرے کے مذہبی عقیدے اور انسانی حقوق کا احترام کیا جاتا ہے جہاد کی ضرورت نہیں رہی۔ ...

ماردین میں فتویٰ کے حوالے سے اب علماء نے کہا ہے۔

''جو کوئی اس فتوے سے جہاد کی ترغیب پاتا ہے وہ غلطی پر ہے۔یہ کسی ایک مسلمان یا گروہ پر لازم نہیں کہ وہ جہاد کرے۔''

ماردین کانفرنس میں 15 ملکوں کے نامور دینی سکالر شریک ہوئے جن میں سعودی عرب، ترکی، بھارت، کویت، ایران، مراکش اور انڈونیشیا کے علماء شامل ہیں۔بوسنیا کے مفتی اعظم مصطفیٰ، ماریطانیہ کے شیخ عبداللہ، اور یمن کے شیخ حبیب علی بھی ان میں تھے۔امام ابن تیمیہ کے فتوے میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے خلاف جہاد کے لئے کہا گیا ہے لیکن ان علماء کا کہنا ہے یہ مسلمان علاقوں پر منگولوں کے حملوں کے تناظر میں تھا۔کانفرنس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری ہوا اس میں کہا گیا ہے تمام اقسام کا سیکولرزم خلاف مذہب نہیں۔'' (روزنامہ ''پاکستان'' مؤرخہ 4/فروری 2010ء)

واضح رہے کہ کانفرنس کے اصل اعلامیہ کے مطابق کانفرنس میں شریک علماء نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہؒ (1263-1328) کا کوئی فتویٰ تبدیل نہیں کیا بلکہ ان کے اصل فتویٰ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جو تحریف شدہ شکل میں رائج ہو چکا ہے اور اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد دنیا کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ امام ابن تیمیہ نے اپنے زمانہ میں ماردین شہر پر قابض منگولوں کے بارہ میں مقامی مسلمانوں کے ایک استفسار پر '' **تعامل** ''(ان کے ساتھ معاملہ طے کرلو) کا لفظ استعمال فرمایا تھا۔لیکن تحریف شدہ مروّجہ فتویٰ میں تعامل کی بجائے ''تقاتل'' (ان کو قتل کردو) کا لفظ شامل کردیا گیا اور مبینہ طور پر یہی تحریف شدہ فتویٰ آج کل مذہبی انتہا پسندی اور عالمی دہشت گردی کا سبب بن رہا ہے۔مندوبین کے مطابق امام ابن تیمیہ کا اصل فتویٰ دمشق کی ایک لائبریری میں موجود ہے جو آپ کے ایک شاگرد ابن مفلح کی کتاب '' **الآداب الشریعہ** '' میں بھی شامل ہے، جب کہ تحریف شدہ فتویٰ 1909ء میں منظر عام پر آیا تھا۔

(بحوالہ مضمون۔ Memories of Mardin ازقلم سید افتخار مرشد شائع کردہ۔اخبار ''دی نیوز'' پاکستان مؤرخہ 28 مارچ 2011ء)

سوال یہ ہے کہ کیا واقعی آج بعض مسلمانوں میں رائج جہاد کا بگڑا ہوا تصور، مذہب کے نام پر یا مذہب کی آڑ میں خون خرابہ، اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عالمی گھمبیر مسائل صرف امام ابن تیمیہ کے تحریف شدہ فتویٰ کا نتیجہ ہیں؟ ایسا ہوتا تو یقیناً امام ابن تیمیہؒ کے محرّف فتویٰ کی تصحیح ہو چکنے کے بعد مذکورہ مسائل کا قلع قمع نہ بھی ہوتا تو ان میں ایک نمایاں کمی ضرور واقع ہو جاتی۔مگر حقیقت تو یہ کہ 2010ء میں منعقدہ اس کانفرنس کے چھ برس گزر جانے کے بعد بھی آج اسلامی دنیا کے مسائل پہلے سے کئی گنا مزید بڑھ چکے ہیں اور خود کو مسلمان یا ''اسلامی'' کہنے والی کتنی ہی اور تشدد پسند تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں جن میں سے اکثر (مبصرین اور محققین کے مطابق) قرون وسطیٰ کے کسی فتویٰ کی بنا پر نہیں بلکہ کسی اور ہی ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے امت مسلمہ کے مسائل میں افسوسناک اضافہ کا باعث بنتی چلی جارہی ہیں۔

اصل حقیقت یہی ہے کہ عالم اسلام کے جملہ مسائل امام وقت حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کا انکار کرنے کا منطقی اور قدرتی نتیجہ ہیں۔مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مسائل کا ایک حل (توحید کے قیام اور دجل کے خاتمہ کے علاوہ) مذہب کے نام پر ہونے والی جنگوں کا خاتمہ بتایا تھا، جس کا اعلان اور انصرام امام آخرالزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہونا تھا۔

(صحیح بخاری۔کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

آنحضرت ﷺ کے اس واضح فرمان کے بعد اس مقصد کے لئے کسی اور فتویٰ کی کوئی ضرورت یا اہمیت باقی نہیں رہتی۔بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام جہاد بالسیف کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

''جس حالت میں اب اسلام ہے اس کا علاج اب سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے۔لوگ جہاد جہاد کہتے ہیں مگر اس وقت تو جہاد حرام ہے۔اس لئے خدا نے مجھے دعاؤں میں وہ جوش دیا ہے جیسے سمندر میں ایک جوش ہوتا ہے۔چونکہ توحید کے لئے دعا کا جوش دل میں ڈالا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادۂ الٰہی بھی یہی ہے۔''

(ملفوظات۔جلد 3،صفحہ 172)

آپؑ نے اپنے بعد اس زمانہ میں مسلسل کئی بار پوری ہونے والی یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی فرمائی کہ:

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 25/مارچ 2016ء میں فرمایا:

''اس زمانے میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ وجدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ ... ہر ایک جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام بڑا واضح ہے کہ اب دین کے لئے یہ جنگیں حرام ہیں۔اللہ تعالیٰ دین کے نام پر ظلم کرنے والوں یا مسلمان ہوتے ہوئے ظلم کرنے والوں کو عقل دے چاہے وہ حکومتیں ہیں یا گروہ ہیں کہ وہ زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور ظلموں سے باز آئیں۔'' آمین

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔15/اپریل 2016ء صفحہ 6-7)

دعا ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو جہاد کی اصل حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔امن وسلامتی، صلح، خیروبرکت اور اتحاد و یگانگت کی راہ دکھائے۔آمین

ملکہ برطانیہ الزبتھ ثانی کی اعزازات عطا کرنے (Investitures) کی تقاریب

مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب لندن

ابتدائیہ

ملکہ الزبتھ ثانی سال میں دو مرتبہ اعزازات کا اعلان کرتی ہیں۔ ایک تو سال نو کے موقع پر اور پھر اپنی رسمی سالگرہ کے موقع پر جو سرکاری طور پر جون کے دوسرے ہفتہ کے روز منائی جاتی ہے۔ ملکہ معظمہ کی تاریخ پیدائش تو 21 اپریل 1926ء ہے لیکن سرکاری طور پر اس کو جون میں منایا جاتا ہے۔ اعلانات کے بعد اعزازات دینے کی تقاریب ہوتی ہیں جسے Investiture کہتے ہیں۔ سال کے دوران 25 Investitures منعقد کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایڈنبرا سکاٹ لینڈ میں Holy rood house میں ہوتا ہے۔ باقی سارے بکنگھم پیلس لندن میں ہوتے ہیں۔ جب ملکہ خود Investiture کے لئے نہ آسکیں تو ان کی جگہ ان کے بیٹے پرنس چارلز یا شاہی خاندان کا کوئی اور فرد آتا ہے۔ ایک Investiture میں قریباً 120 لوگ اعزازات حاصل کرنے کے لئے شامل ہوتے ہیں۔

پیلس کی مختصر تاریخ

بکنگھم پیلس کا ذکر ہوا ہے۔ اس کے بارہ میں بھی کچھ بتا دینا دلچسپ ہوگا۔ لندن جو بھی سیر کے لئے آتا ہے وہ بکنگھم پیلس تو ضرور دیکھ کر جاتا ہے۔ لاکھوں لوگ ہر سال شاہی خاندان کی یہ رہائش گاہ دیکھنے آتے ہیں۔ خاص طور پر وہ پریڈ جب گارڈز بدلتے ہیں یعنی جب ایک دستہ دوسرے دستہ کو ذمہ داری دے کر رخصت ہوتا ہے۔ ان کی یونیفارم اور پریڈ کا انداز ایک دلکش منظر ہوتا ہے۔ اس پیلس کی جو صورت آج نظر آتی ہے اس میں کافی ردّو بدل ہوتا رہا ہے۔ اصل بلڈنگ کوئی خاص نہیں تھی یہ 1703ء میں ڈیوک آف بکنگھم کی ذاتی رہائش کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس پر اس کا نام بکنگھم ہاؤس رکھا گیا تھا۔ یہ گھر جارج ثالث نے 1761ء میں اپنی بیگم ملکہ شارلٹ کی رہائش کے لئے خرید لیا۔ اس پر بکنگھم ہاؤس کی بجائے اس کا نام کوئینز ہاؤس رکھ دیا گیا۔ 1762ء میں ملکہ شارلٹ نے اپنی سہولت کے لئے اس مکان میں کافی تبدیلیاں کرائیں اور کثیر رقم خرچ کی۔ تھی تو 73 ہزار پونڈ لیکن اس وقت کے حساب سے بہت بڑی رقم تھی۔ پھر جب جارج ثالث کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اس نے کوئینز ہاؤس کو وسیع کرنے کے لئے پارلیمنٹ کو تین چار لاکھ پونڈ منظور کرنے کے لئے کہا اور ایک آرکیٹیکٹ جان نیش کو کہا کہ وہ اس ہاؤس کو پیلس میں بدل دے جو شاہی خاندان کی رہائش کے لائق ہو۔ نیش نے کافی حصے گرا کر دوبارہ تعمیر کرائے اور صحن میں ایک ماربل آرچ بھی بنوائی۔ یہ ماربل آرچ اب پیلس کے باہر ہائیڈ پارک کارنر میں ہے۔ یہ منصوبہ 1826ء میں شروع ہوا اور اس پر بے دریغ خرچ کیا گیا۔ 1829ء تک پانچ لاکھ پونڈ سے زائد اوپر خرچ ہو چکا تھا۔ جس پر نیش کو برطرف کر دیا گیا۔ اور چند سال تک یہ مکان خالی پڑا رہا۔ 1837ء میں جب ملکہ وکٹوریہ کا دور شروع ہوا تو اس نے دیکھا کہ جو عمارت بنائی گئی تھی اس میں بہت سی خامیاں ہیں اور وہ رہائش کے قابل نہیں چنانچہ ایک اور آرکیٹیکٹ مقرر ہوا اور کافی ردّو بدل کیا گیا۔ یہ سلسلہ جنگِ عظیم تک جاری رہا اور پھر جنگ عظیم کے دوران 1940ء میں اس پیلس پر سات دفعہ بم گرائے گئے جس سے اس میں جو چرچ بنایا گیا تھا وہ تباہ ہو گیا۔

بکنگھم پیلس کا تعارف

آج جو بکنگھم پیلس ہمارے سامنے ہے اس میں 775 کمرے ہیں۔ ان میں 19 کمرے شاہی رہائش گاہ کے لئے ہیں۔ 240 بیڈروم ہیں۔ 92 دفتر ہیں۔ اور 78 غسل خانے ہیں۔ ہر سال قریباً پچاس ہزار لوگ مختلف تقاریب کے لئے پیلس میں آتے ہیں۔ ویسے روزمرہ کے معمول میں اس پیلس میں ملکہ کے دفاتر چلتے ہیں۔ ملکہ کے خاوند پرنس فلپ کے الگ دفتر ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں پیلس کی سیر کے لئے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور اس میں پیلس کی عمارت سے بڑھ کر ملکہ کی کشش ہوتی ہے۔

Invetitures کی تقاریب بکنگھم پیلس کے Ball روم میں ہوتی ہیں۔ ملکہ تقریب کے لئے دو افسروں کے ساتھ آتی ہیں۔ یہ طریق ملکہ وکٹوریہ نے 1876ء میں شروع کیا تھا۔ علاوہ ازیں سٹیج پر ملکہ کے پانچ باڈی گارڈ ہوتے ہیں۔ یہ طریق کنگ ہنری ہفتم کے زمانہ میں 1485ء میں شروع ہوا تھا۔ کنگ ہنری نے Bosworth Field کی فتح کے بعد اپنے لئے پانچ باڈی گارڈز کا دستہ مقرر کیا تھا اور یہ دستہ اب بھی پانچ باڈی گارڈز پر ہی مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ چار افسر ملکہ کے ساتھ ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔

اعزازات لینے کا طریق کار

اور وہ اعزاز لینے والوں اور ان کے مہمانوں کی نشستوں اور تقریب کے انتظامات کا خیال رکھتے ہیں۔ موسیقی کا انتظام بھی ہوتا ہے جو ملٹری کا ایک آرکیسٹرا پیش کرتا ہے۔ ملکہ کے آنے پر قومی ترانہ پیش کیا جاتا ہے اور پھر ایک افسر ملکہ کے دائیں ہاتھ کھڑا ہو کر مائیک پر ہر ایک اعزاز کا باری باری اعلان کرتا ہے اور اعزاز حاصل کرنے والا ایک ساتھ والے دروازے سے بال روم کے اندر داخل ہو کر ملکہ کے قریب کھڑا ہو جاتا ہے مائیک پر یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ یہ اعزاز کس وجہ سے دیا جا رہا ہے۔ ملکہ کے قریب کھڑے ایک اور افسر کے ہاتھ میں Velvet کا ایک تکیہ ہوتا ہے جس کے اوپر وہ تمغہ یا جو بھی اعزازی نشان ہو رکھ کر ملکہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ ساتھ ایک دوسرا سینئر افسر بھی ہوتا ہے جو چیک کرتا ہے کہ صحیح تمغہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ملکہ تمغہ لے کر اعزاز حاصل کرنے والے یا والی کو پہنا دیتی ہے۔ ان لمحات کے دوران وہ بات بھی کرتی ہے اور بعض دفعہ یہ گفتگو تمغہ لگا دینے کے بعد بھی ایک دو

منٹ کے لئے جاری رہتی ہے۔

جن کو نائٹ ہڈ کا اعزاز ملتا ہے ان کے لئے ایک چھوٹا سا سٹول ہوتا ہے جس کے اوپر ایک خوبصورت ویلویٹ کا تکیہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے اوپر دایاں گھٹنا رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملکہ ان کو اپنے Knights میں شامل کرنے کے لئے ایک تاریخی تلوار سے پہلے ان کے دائیں اور پھر بائیں کندھے کو چھوتی ہے۔ یہ تلوار ملکہ کے والد محترم کنگ جارج ششم کے استعمال میں تھی جب وہ بحیثیت ڈیوک آف یارک سکاٹس گارڈز کے کرنل تھے۔ اس طرح اعزازات دینے کی یہ کارروائی جاری رہتی ہے۔ اعزازات مختلف آرڈرز کے تحت دیئے جاتے ہیں اور ان میں سب سے زیادہ معروف آرڈر۔ آرڈر آف دی برٹش ایمپائر ہے۔ اکثر لوگوں کو ممبر آف دی برٹش ایمپائر MBE کا اعزاز ملتا ہے۔ اس سے بڑھ کر افسر کا رتبہ ہے اور پھر کمانڈر کا اور اس آرڈر کا اعلیٰ ترین ایوارڈ KBE یعنی نائٹ کمانڈر ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نائٹ ہڈ کسی کو زندگی میں ایک ہی مرتبہ ملتا ہے۔ بعض اور بھی اعزازات ہیں جو مخصوص آرڈرز سے باہر ہیں۔ ان میں ملکہ کے سروس میڈل ہیں۔ جیسے پولیس میڈل، ریڈ کراس میڈل۔ اسی طرح بہادری اور شجاعت کے میڈل بھی ہیں۔ اگر کوئی اپنا میڈل حاصل کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو میڈل اس کے ورثاء کو دے دیا جاتا ہے لیکن آرڈر کے تحت جو اعزازات دیئے جاتے ہیں جیسے ایم بی ای یا او بی ای وغیرہ وہ وفات کی صورت میں ورثاء کو نہیں دیئے جاتے۔

ان اعزازات کی دفتری کارروائی کے لئے اور پھر اعزازات کی تقریب کے انتظامات کے لئے ایک الگ شعبہ ہے جو سارا سال انہی کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ اگر کوئی ملک سے باہر ہو اور ملکہ سے اعزاز حاصل کرنے کے لئے موجود نہ ہو سکے تو ملکہ کے نمائندے یعنی گورنر سے یہ اعزاز حاصل کر سکتا ہے یا پھر برٹش ایمبسڈر سے لے سکتا ہے۔

اعزازات کی اقسام

شاہی اعزازات میں سب سے اعلیٰ اور ارفع برٹش ایمپائر کا آرڈر ہے۔ اس کے تحت برٹش فرمانروا کی طرف سے بہادری اور اولوالعزمی پر اعزازات دیئے جاتے ہیں۔ فوج میں خدمات کے علاوہ سول سوسائٹی کی خدمات یا سائنس یا ٹیکنالوجی میں خاص خدمات پر بھی اعزازات دیئے جاتے ہیں۔ برٹش ایمپائر کا آرڈر کنگ جارج پنجم نے 4 جون 1917ء کو جاری کیا تھا۔ اس کے تحت پانچ ملٹری اور سول اعزازات دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے اعلیٰ ترین نائٹ کا اعزاز ہے۔ یہ اعزازات ایم بی ای سے شروع ہوتے ہیں۔ اس سے اوپر او بی ای ہے اور پھر سی بی ای اور پھر کے بی ای اور جی بی ای۔ نائٹ ہڈ کے ساتھ سر کا خطاب ہے۔ عورتوں کو DAME کا خطاب دیا جاتا ہے۔ ان اعزازات کے لئے وزیر اعظم یا گورنرز کی طرف سے ملکہ کی خدمت میں سفارش پیش کی جاتی ہے۔

ایک سال میں ساری دنیا میں جہاں جہاں بھی ملکہ ہیڈ آف سٹیٹ ہے زیادہ سے زیادہ 845 نائٹ کمانڈرز بنائے جا سکتے ہیں۔ 858 او بی ای اور 1464 ایم بی ای لیکن عموماً تعداد کم ہی ہوتی ہے۔ جب سے اس آرڈر کا 1917ء میں آغاز ہوا اب تک قریباً ایک لاکھ لوگوں کو یہ اعزازات مل چکے ہیں لیکن ان میں نائٹ کا اعزاز ملنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔

آرڈر آف برٹش ایمپائر کے اعزاز کی تقریب

13 جون 2015ء کو ملکہ کے برتھ ڈے کے موقع پر مجھے KBE کا یعنی نائٹ کمانڈر کا اعزاز دیا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احمدیت اور خلافت احمدیہ کی برکات کے باعث تھا۔ اس اعزاز کے ساتھ 'سر' کا خطاب بھی ہے۔ اعزازات دیئے جانے کے لئے بکنگھم پیلس میں تقریب یعنی Investiture Ceremony کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مجھے اس کے لئے 10 نومبر 2015ء کو Investiture میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ اس کے لئے صبح دس بجے پیلس گئے۔ میرے ساتھ میری بیگم لیڈی امۃ الباسط اور دو بیٹیاں بشریٰ اور فرزانہ تھیں۔ پیلس میں داخل ہوتے ہی خوبصورت یونیفارم میں ملبوس گارڈز نے ہمارا استقبال کیا اور گارڈز مہمانوں کو الگ ہال میں لے گئے اور مجھے الگ ہال میں جہاں اعزاز حاصل کرنے والوں کے لئے Reception کا انتظام تھا۔ یہ ہال پیلس کے بال روم کے ساتھ تھا اور اس میں ایک دروازہ تھا جس میں سے بال روم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہاں اعزاز حاصل کرنے کی جو تقریب ہے اس کی تفصیل بتاتے ہیں اور ریہرسل بھی کرا دیتے ہیں۔ بال روم میں مہمانوں کے لئے قریباً 150 کرسیاں ہیں۔ سامنے سٹیج ہے جس پر ملکہ کھڑے ہو کر اعزازات دیتی ہے۔ اس تقریب میں KBE کا صرف ایک اعزاز تھا جو احمدیت کے ادنیٰ ترین خادم افتخار ایاز کے لئے تھا۔ آرڈر آف برٹش ایمپائر کا یہ اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے۔ اس کے لئے ملکہ نے سب سے پہلے مجھے بلایا۔ بلانے کا طریق یہ ہے کہ ملکہ کے دائیں ہاتھ ایک افسر مائیک پر اعزاز اور اس کے حاصل کرنے والے کا نام پڑھ کر سناتا ہے اور اس پر اعزاز حاصل کرنے والا بال روم کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ جب میں بال روم کے اندر آیا تو میرے دل سے یہ آواز نکلی کہ یا اللہ! میں تیرے مسیح کا ایک ادنیٰ غلام ہوں تو اس ملکہ اور اس کے خاندان کو مسیح الزمان کا نور عطا کر۔ پھر جب میں ملکہ کے پاس آیا تو وہاں ایک چھوٹا سا سٹول تھا جس کے اوپر ویلویٹ کا ایک خوبصورت تکیہ تھا اس پر دایاں گھٹنا ٹیک کر مجھے بیٹھنا تھا تا ملکہ اپنی روایتی تلوار سے پہلے میرے دائیں کندھے اور پھر بائیں کندھے کو چھو سکے۔ اس کے بعد میں ملکہ کے قریب اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ملکہ نے میرے گلے میں نائٹ ہڈ کا میڈل ربن کے ساتھ پہنایا اور پھر نائٹ کمانڈر کا بہت ہی خوبصورت ستارہ نما Insignia میرے کوٹ پر لگا دیا۔ پھر خود ہی کہنے لگیں تم پہلے بھی مجھ سے اعزاز لے چکے ہو۔ (او بی ای کا اعزاز 1998 میں دیا تھا)۔ تم نے Realms کی بہت خدمت کی ہے۔ میں نے ملکہ کو برطانیہ کی سب سے زیادہ لمبا عرصہ فرمانروا رہنے پر مبارک باد دی۔ ان سے پہلے سب سے زیادہ لمبا عرصہ تخت پر رہنے والی ان کی دادی ملکہ وکٹوریہ تھیں اور 8 ستمبر 2015ء سے اب یہ ہیں۔ مبارک باد کے ساتھ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں کی برکتیں عطا کرے۔ مختصر سی گفتگو تھی۔ اس کے بعد ایک شاہی گارڈ نے مجھے ایک مخصوص جگہ پر بٹھا دیا۔ پھر دوسرے لوگوں کو اعزازات دیئے جانے کا سلسلہ جاری رہا اور یہ تقریب تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ پھر نیشنل اینتھم ہوا اور ملکہ اپنے گورکھا محافظوں کے ساتھ واپس چلی گئیں۔ پیلس کے اندر تصویریں لینا منع ہے لیکن ایک کمپنی کو اجازت ہے۔ انہوں نے پیلس کے اندر کیمرے لگائے ہوئے ہیں جو نظر نہیں آتے لیکن وہ سارے پروگرام کی وڈیو ریکارڈنگ کرتے ہیں اور پھر ان سے یہ وڈیو خریدی جا سکتی ہے۔

پیلس کے باہر کورٹ یارڈ میں تصویریں لی جا سکتی ہیں اور کمرشل فوٹوگرافر بھی ہوتے ہیں جن سے تصویریں بنوائی جا سکتی ہیں۔ اعزاز ملنے کے بعد جب میں بال روم میں بیٹھا ہوا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بہت دعا کی کہ یہ اعزاز جماعت کے لئے بہت بہت مبارک ہو اور پھر سارا وقت درود شریف پڑھنے میں گزارا اس نیت سے کہ درود شریف کی برکت سے اس محل کے رہنے والوں کو رسول کریم ﷺ کی معرفت اور شفاعت نصیب ہو۔

قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ یہ اعزاز جماعت احمدیہ کے لئے مثمر بثمرات حسنہ ہو۔ آمین۔

مسجد احمدیہ چنیوٹ کی تاریخ اور ایمان افروز واقعات

مکرم سیٹھ میاں محمد صدیق بانی صاحب

غالباً 1921ء کا سال تھا جب چنیوٹ میں احمدی بہت ہی قلیل تعداد میں تھے اور پراگندہ حالت میں تھے۔ باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی جگہ نہ تھی۔ چوہدری مولا بخش صاحب مگّوں انگریزی اور اردو کی اچھی خاصی قابلیت رکھتے تھے اور سب جج چنیوٹ کی عدالت میں ناظر تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے انہوں نے احمدیت قبول کی تھی۔ بہت مخلص اور مہمان نواز تھے۔ کسی کام کے لئے جو احمدی دوست باہر سے آتے وہ ان کی حویلی میں ہی قیام کرتے تھے۔ آپ اس وقت جماعت احمدیہ چنیوٹ کے صدر تھے اور انہی کی حویلی میں دوست نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ اُن کی دماغی حالت کچھ درست نہ تھی لیکن یہ عجیب امر تھا کہ باوجود ایسی حالت کے کسی سے گفتگو کے وقت اور دینی مسائل کے بیان کرنے کے وقت ان کی حالت بالکل صحیح ہوتی تھی اور خفیف سی ناواجب حرکت بھی ان سے سرزد نہ ہوتی تھی۔ نمازیں بھی بہت باقاعدگی اور خشوع وخضوع سے ادا کرتے تھے اور درس قرآن دینے کا جب بھی موقع ملتا تو بڑے لطیف مسائل بیان کرتے۔

اُن ایام میں ہماری غیر احمدی برادری ''اندر والی مسجد'' کے نام سے معروف مسجد میں جمعہ ادا نہیں کرتی تھی بلکہ اس حلقہ کے لوگ ''مسجد ٹاہلی والی'' میں جمعہ ادا کرتے تھے اِس لئے ہم احمدی احباب ''اندر والی مسجد'' میں جمعہ پڑھ لیتے تھے۔ احمدی دوست چونکہ دور دور سے آتے تھے اس لئے نماز نسبتاً دیر سے پڑھی جاتی تھی۔ ایک دفعہ مسجد ٹاہلی والی میں نماز جمعہ کے معاً بعد غیر احمدیوں کے ایک لیڈر حاجی چراغ دین صاحب مگّوں نائب ناظم انجمن اسلامیہ نے لوگوں سے کہا کہ وہ سنتیں پڑھ کر ٹھہر جائیں کیونکہ مرزائی ہماری اندر والی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ ہمیں انہیں وہاں سے نکال دینا چاہئے ورنہ وہ اس پر قابض ہو جائیں گے۔ چنانچہ حاجی مذکور کی سرگردگی میں مجاہدین کا یہ دو تین صد کا جمِ غفیر اندرونی والی مسجد پہنچا جس وقت تقریباً پندرہ احباب کی موجودگی میں چوہدری مولا بخش صاحب خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ان (غیر احمدیوں) کے مسجد کے اندر داخل ہونے پر حاجی مذکور نے ان کو مخاطب کر کے بڑے غصہ سے درشت الفاظ میں کہا کہ مسجد ہماری ہے اور تم یہاں نماز پڑھنے کیوں آئے ہو؟ اگر آئندہ یہ حرکت کی تو تم لوگوں سے نہایت برا سلوک کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر جواب کا انتظار رہا۔ چوہدری صاحب نے خطبہ کے دوران ہی آسمان کی طرف منہ کر کے بلند آواز سے کہا: اے خدا! ہم تو اس مسجد کو تیرا گھر سمجھ کر تیری عبادت کرنے یہاں آیا کرتے تھے مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ گھر تیرا نہیں بلکہ اُن کا ہے۔ اس لئے ہم عبادت کرنے ان کے گھر نہیں آئیں گے۔ اس طرح حکمت سے خطبہ کے دوران میں ہی ان کو جواب دے دیا اور وہ لوگ چلے گئے۔

اس وقت میں (محمد صدیق بانی) کلکتہ میں تھا جب واپس آیا تو احباب جماعت نے میری حویلی میں نماز جمعہ پڑھنے کی درخواست کی تو میں نے ان کی ضرورت کا تمام سامان مہیا کر دیا۔ عجائبات خداوندی دیکھئے کہ دوسرے جمعہ سے ایک دن پہلے اسی حاجی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کیسے مسجد احمدیہ کے لئے قطعۂ زمین کا انتظام کر دیا۔ انجمن اسلامیہ کی تین چار کنال اراضی کے پلاٹ بنوا کر نیلامی کا اعلان کیا گیا۔ جس جمعہ کو احمدیوں کو مسجد سے نکالا گیا اس کے بعد آنے والی جمعرات کو چار بجے عصر کا وقت نیلامی کے لئے مقرر کیا گیا۔ میرا ایک رشتہ دار اپنے لئے ایک قطعہ زمین سکونتی مکان کے لئے خریدنا چاہتا تھا۔ وہ بطور مشیر مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک ایک قطعہ فروخت ہوتا گیا۔ موجودہ مسجد والے قطعہ کی باری آنے پر اسی حاجی نے جس نے ہمیں مسجد سے نکلوایا تھا سرگوشی کے رنگ میں میرے کان میں کہا کہ یہ چھ مرلہ کا قطعہ آپ کیوں نہیں خرید لیتے۔ آپ لوگوں کے پاس مسجد نہیں ہے اور اس قطعہ کو دو راستے لگتے ہیں جو مسجد کے لئے بہت موزوں ہے۔ یہ بات سن کر اس طرح میرے دل میں اتر گئی جس طرح بٹن دباتے ہی بلب روشن ہو جاتا ہے۔

اس وقت اس قطعہ کی بولی ڈیڑھ صد روپیہ فی مرلہ پہنچ چکی تھی۔ میں نے بھی مروجہ قاعدہ کے مطابق بولی میں حصہ لینا شروع کیا۔ عام لوگ بڑے محتاط انداز میں بولی دے رہے تھے لیکن میں اس جگہ پر خدا کا گھر تعمیر کرنے کے واحد مقصد سے اسے ہر قیمت پر خریدنے کا عزم لے کر کھڑا ہوا تھا اس لئے آخر دو سو ستر روپے فی مرلہ کے حساب سے اس کی نیلامی میرے نام پر ختم ہوئی۔ نیلامی ختم ہوتے ہی اسی نیلامی کنندہ نے اس مجمع میں یہ اعلان کر دیا کہ بھائیو! یہ ٹکڑا میرزائیوں نے اپنی مسجد کے لئے خریدا ہے۔ یہ سن کر تمام نام نہاد مسلمان حیران رہ گئے اور جن مسلمانوں کے خرید کردہ قطعات احمدیہ مسجد کے قطعہ کے قریب تھے ان پر مردنی چھا گئی۔ کچھ شریر عناصر نے اس طرح کی نامناسب باتیں کہہ کر ہمدردی کرنا شروع کر دی کہ ہمسایہ میں گرجا یا مندر بھی ہوتا ہے اگر مرزائیوں کی مسجد ہوگی تو کون سا فرق پڑے گا۔ یہ تھے مسلمان جو احمدیہ مسجد کو مندر یا گرجا سے تشبیہ دے رہے تھے۔

اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے دو قدرتوں کا نشان دکھلایا۔ اوّل یہ کہ جس شخص نے احمدیوں کو مسجد سے نکالا تھا دوسرا جمعہ آنے سے پہلے ہی تقدیرِ الٰہی نے اسے اپنا آلۂ کار بنا کر احمدیہ مسجد کے لئے زمین خریدنے کی تحریک کروائی۔ دوم یہ کہ میرے جیسے ناچیز کو اس نیک کام کی ابتداء کرنے کی توفیق عطا کی۔ فالحمدُ۔

نیلام کے اختتام پر والدہ صاحبہ سے یکصد روپیہ لے کر بیعانہ ادا کر دیا۔ دوسرے روز جمعہ کے دن معمول کے مطابق احباب میری حویلی میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہوئے اور مسجد کے لئے قطعہ کی خرید کا سن کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ خرچ کا اندازہ دو ہزار چھ سو بنا جو نہایت آسانی سے قلیل عرصہ میں میسر آ گئی۔ الحمد للہ۔

اسی روز موجودہ احباب ذیل نے دو صد گیارہ روپے نقد چندہ دیا۔

میاں محمد صدیق ودھاون اور میاں جان محمد نے ایک ایک صد روپیہ، میاں نور احمد صاحب، میاں مولا بخش صاحب اسٹامپ فروش اور

میاں محمد علی صاحب ترکھان دو دو روپے اور میاں علی احمد صاحب لوہار نے پانچ روپے ۔ بیرونی مقامات پر کاروبار کرنے والے احباب کو اسی روز بذریعہ ڈاک یہ خوشخبری دیتے ہوئے چندہ کی تحریک کی گئی ۔ ان احباب کی طرف سے سترہ سو (1700) روپے چندہ وصول ہوا۔ بقیہ رقم بتوفیقہٖ تعالیٰ خاکسار نے ادا کی ۔ فالحمد للہِ علیٰ ذٰلکَ۔ اس سے پہلے شاید دو ہزار روپیہ چنیوٹ کے احمدی احباب نے مسجد فنڈ میں جمع کیا ہوا تھا جو لائل پور کے دو احباب کے پاس امانتاً جمع تھا۔ ان کی خدمت میں لکھا گیا مگر انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ 1914ء کے اختلاف کی وجہ سے ہم لاہوری پارٹی میں شامل ہیں اس لئے قادیانی لوگوں کی تحریک میں ہم شامل نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ جمع شدہ رقم آپ کے حوالہ کریں گے ۔ 1941ء میں گویا بیس سال بعد احباب جماعت نے یہاں مسجد تعمیر کرنے کا عزم کیا۔ مقامی احباب نے دل کھول کر چندہ دیا اور موجودہ تعمیر شدہ مسجد میرے چچا حاجی تاج محمود صاحب کی سرپرستی اور میرے چھوٹے بھائی میاں محمد یوسف بانی کی نگرانی میں ایک خوبصورت رنگ میں تیار ہوگئی۔ **الحمد للہ**۔ حاجی تاج محمود صاحب نے 1903ء میں احمدیت قبول کی ۔ آپ ہمارے خاندان میں پہلے احمدی تھے جن کی تربیت نے ہمیں بھی احمدی بنایا۔ 1941ء میں جب مسجد احمدیہ تعمیر ہوئی تو اس دن سے آخری ایّام تک وہ مسجد میرے بزرگ چچا حاجی تاج محمود کا ملجا و ماوٰی بنی رہی ۔ اور آپ گویا دھونی رما کر بیٹھ گئے ۔ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت اور واعظ و نصیحت میں مصروف رہتے تھے ۔

اذان دینے کا بہت شوق رکھتے تھے اور بڑے خلوص، جوش اور بلند آواز سے اذان دیتے تھے ۔ اُردو لکھ نہیں سکتے تھے مگر روانی سے پڑھ لیتے تھے ۔ اپنے عزیزوں سے ہندی میں خط و کتابت کرتے تھے اور ہر خط میں اس طرح کی نصائح بالالتزام تحریر فرماتے تھے : خدا کو یاد رکھو اسلام کی خدمت کرو ۔ موت کو کبھی نہ بھولو ۔ ایک دن قبر میں جانا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا ہوگی وغیرہ ۔

آپ نے قریباً ایک سو برس کی عمر پائی ۔ جوانی اور بڑھاپا یکساں رنگ میں تقویٰ سے گزارا۔ شاذ ہی کوئی ایسا فرد بشر ہوگا جس سے آپ کی ملاقات ہوئی ہو اور آپ نے اسے تبلیغ نہ کی ہو۔ برادری کی خوشی و غمی کی مجالس میں آپ ہمیشہ شریک ہوتے تھے ۔ ہر موقع پر آپ لوگوں کو پند و نصائح سے نوازا کرتے تھے ۔ آپ ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

آمین یارب العالمین ۔

بول رے مالک بول!

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ

تیرے ہاتھ خزانے سارے میرا اک کشکول
تیرے گہرے بہتے پانی ، میرا خالی ڈول

کھٹ کھٹ دستک دیتی جاؤں اب تو کنڈی کھول
ربّا کنڈی کھول ، بول رے مالک بول

میں نہ جانوں کون بھرے گا اس کو تو ہی بول
مالک کچھ تو بول ، بول رے مالک بول

کون کھرا ہے کون ہے کھوٹا کس نے بھرا سوانگ
کس کس پیتل تانبے اوپر چڑھی ہوئی ہے رانگ

کتنے ہی پھرتے ہیں جگ میں اپنا آپ سجائے
کتنے بھاگی لوگوں کو تو نے خلعت پہنائے

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کھولے جائے پول
ڈھول کے اندر پول ، بول رے مالک بول

میرے تن پہ جو کُرتا ہے اُس میں لاکھوں جھول
کون مٹائے جھول ، بول رے مالک بول

یاں سے سن کے وہاں سنائے ہر اک کو اُکسائے
کان میں پھونکیں مارنے والے کو کوئی سمجھائے

جس پلڑے میں میرے عملاں اوپر اٹھتا جائے
کتنے جتناں کر ڈالے اے کاش یہ نیچے آئے

پاک پوِتّر رشتوں میں تو مورکھ بِس نہ گھول
بول دے اِن کو بول ، بول رے مالک بول

کیا شے اس میں ڈالوں جس سے بھاری ہووے تول
ہو کیسے بھاری تول ، بول رے مالک بول

دنیا فانی آنی جانی اِس کا کیا وشواس
مورکھ تو نے کاہے کو اس جگ سے رکھی آس

تیرا کِشن کنہیا جگ کو تیری اُور بلائے
آنکھ کے اندھوں، کان کے کچوں کو پر سمجھ نہ آئے

گاتا جائے بنجارہ یہ پیٹ پیٹ کے ڈھول
پر کون سنے یہ ڈھول ، بول رے مالک بول

نہ جانے ان سنگ دلوں کے کب چٹخیں گے خول
کیسے چٹخیں خول ، بول رے مالک بول

تو اللہ ہے ۔ تو ہی ربّ ہے۔ تو رحمٰن رحیم
تو مالک ، تو قدرت والا ۔ بخشنہار کریم

منگتی در پہ آن پڑی ہے جھولی کو پھیلائے
اِس آشا میں اِس در سے کوئی خالی ہاتھ نہ جائے

ستاری کی چادر دے دے عیب نہ میرے کھول
یوں کر نہ مجھے بے مول مجھ سے کچھ تو بول

ربّا اب تو بول ، مالک مجھ سے بول

مکرم سیف اللہ ہنجراء صاحب مرحوم کی یاد میں

محترمہ فوزیہ صالح منگلا صاحبہ اہلیہ مکرم سیف اللہ ہنجراء صاحب، پیس ویلج کینیڈا

ہر طرف آپ کی یادوں پہ لگا کر پہرے
جی کڑا کر کے میں بیٹھا تھا کہ مت یاد آئے
ناگہاں اور کسی بات پہ دل ایسا دکھا
میں بہت رویا، مجھے آپ بہت یاد آئے

(کلامِ طاہرؒ)

میں اپنے مرحوم شوہر مکرم سیف اللہ ہنجراء صاحب کے بارہ میں کچھ لکھنے کے لئے بیٹھی ہوں اور یہ احساس بار بار ہو رہا ہے کہ میرے پیارے پروردگار نے میری اور میرے والدین کی دعاؤں کو سنا اور میری قسمت میں ایک فرشتہ سیرت انسان کو جیون ساتھی لکھ دیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجھے شاید 21 دسمبر 2015ء کی صبح کبھی نہیں بھولے گی جس دن مجھے ایک فون کال آئی تھی جو امید اور دعا ہے کہ کسی اور کو نہ آئے۔ میرے پیارے میاں سیف اللہ ہنجراء صاحب کے ایک ساتھی کارکن نے فون کر کے بتایا کہ سیف اللہ صاحب کو کام پر ایک حادثہ کی وجہ سے چوٹیں آئی ہیں اور انہوں نے مجھے فوراً ہسپتال آنے کا کہا۔ میں نے انہیں معمولی چوٹیں سمجھا اور یہ نہیں سوچا کہ میری زندگی ہمیشہ کے لئے تبدیل ہونے جا رہی ہے۔ قریباً ایک گھنٹے میں، میں نے اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ مسس ساگا کے ایک ہسپتال میں پہنچ کر حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔ ہمیں بتایا گیا کہ سیف اللہ صاحب ہسپتال کے قریب ایک زیرِ تعمیر عمارت میں کام کر رہے تھے۔ وہ سیڑھی پر کھڑے ہو کر industrial pipes کو کس رہے تھے اور کسی وجہ سے اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور نیچے گر پڑے۔ سر کے بل گرنے سے کھوپڑی کی ہڈی فریکچر ہوئی جس کے نتیجے میں سر کے اندر شدید چوٹیں آئیں اور سوزش ہو گئی۔ ان کی حالت بہت خراب تھی۔ انہیں تین دن Intensive Care Unit میں رکھا گیا۔ عزیز و اقارب، احمدی اور غیر احمدی احباب جن سے سیف اللہ صاحب کی واقفیت تھی ہسپتال میں آ کر ہمیں ملتے اور حوصلہ اور دعائیں دے جاتے۔ مگر زخموں کی تاب نہ لا کر وہ 25 دسمبر 2015ء کو بعمر 40 سال اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میرے میاں سیف اللہ ہنجراء صاحب نومبر 1975ء میں، ضلع جھنگ پاکستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں 'سمندر' میں پیدا ہوئے۔

یہ گاؤں ربوہ اور چنیوٹ سے دس پندرہ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ کے والد، میاں محمد اکرم صاحب مرحوم ایک سکول ماسٹر تھے۔ ان کو اپنے گاؤں میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی توفیق بھی ملی۔ 1950ء کی دہائی میں جب ربوہ شہر کا تعمیراتی کام شروع ہوا، تب جماعت احمدیہ کے اکثر بزرگ اکابرین سمندر اور کوٹ قاضیاں میں آ کر مختلف تبلیغی اور تربیتی نشستیں کرتے۔ اور ان کاوشوں کے نتیجے میں محمد اکرم صاحب کے بھائیوں اور رشتہ داروں نے بھی حقیقی اسلام یعنی احمدیت کو قبول کر لیا۔ الحمد للہ۔ محمد اکرم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ سیف اللہ صاحب ان کی سب سے چھوٹی اولاد تھے۔ ان کے سب سے بڑے بیٹے مکرم مولانا محمد ظفر اللہ ہنجراء صاحب، مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ، لاس اینجلس، امریکہ ہیں۔

ہماری شادی کے بعد 2001ء میں سیف اللہ صاحب پاکستان سے پیس ویلج کینیڈا آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو بیٹوں فاران، سالک اور دو بیٹیوں انوش اور امثال سے نوازا ہے۔ سب سے بڑا بیٹا فاران 13 سال کا ہے۔ اور سب سے چھوٹی بیٹی امثال 3 سال کی ہے۔

خدا نے ہمیں ایک پیاری سی اور مکمل فیملی سے نوازا۔ ہمارے چھوٹے سے گھر کے اندر اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہر قسم کی نعمت موجود تھی۔ لہٰذا چھوٹی چھوٹی خوشیوں کے لئے باہر کی کسی چیز کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔

سیف اللہ صاحب کو اپنے بچوں سے بہت پیار تھا۔ کام سے گھر آتے ہی سب سے پہلے ہمیشہ اپنے بچوں سے گھلنا ملنا چاہتے۔ اور جتنے بھی تھکے ہارے ہوتے ماتھے پر بل لائے بغیر بچوں کو کھانا کھلانے، نہلانے وغیرہ میں ہمیشہ میری مدد کی۔ وہ بچوں کو ساتھ ملا کر پورا گھر صاف کرتے اور پھر انہیں باہر گھمانے لے جاتے۔ ویک اینڈز پر وہ بچوں کو ناشتے کے لئے Tim Horton's لے کر جاتے۔ بچے ویک اینڈز کا شدت سے انتظار کرتے۔

سیف اللہ صاحب کو قرآن کریم سے بے حد محبت تھی۔ بچوں کی پیدائش سے ہی پہلے ان کی خواہش تھی کہ ان کی ایک اولاد حافظِ قرآنِ مجید بنے۔ سو ہمارے بڑے بیٹے فاران کی پیدائش کے بعد اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر ہم نے فاران کو ربوہ کے حفظ القرآن سکول بھیجنے کا پروگرام بنانا شروع کر دیا، کیوں کہ اس وقت تک پیس ویلج میں ابھی حفظ القرآن سکول کا اجراء نہیں ہوا تھا۔ جب فاران حفظ القرآن سکول جانے کی عمر کو پہنچا تو خوش قسمتی سے ہمارے گھر کے پاس ہی حفظ القرآن سکول کھل گیا۔ میرے میاں نے بچے کو خوشی خوشی اس سکول میں داخل کروایا اور اس سلسلے میں ہونے والے بیشتر پروگراموں میں شامل ہوئے۔ وہ والدین جن کے بچے حفظ القرآن سکول میں پڑھتے ہیں وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ بچوں کو قرآن کریم یاد کروانے اور بار بار دھرانے کا سلسلہ تھکا دینے والا اور طویل ہوتا ہے۔ مگر سیف اللہ صاحب بہت صبر اور تحمل کے ساتھ اپنے لختِ جگر کے ساتھ کئی گھنٹے بیٹھتے اور اس کا حوصلہ بڑھاتے۔ ان کی محنتوں اور دعاؤں کا اثر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے فاران نے قرآنِ کریم مکمل طور پر حفظ کر لیا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے حفظ القرآن کی سند اور انعام حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ۔

گھر کے کام میں ہاتھ بٹانے میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ ہفتے میں چھ دن لگا تار دس، بارہ گھنٹے تک کام کرتے۔ اس کے باوجود گھر آکر ہمیشہ گھر کے کاموں میں میری مدد کرتے۔ سردیوں میں کام پر جانے سے پہلے میری گاڑی سے snow صاف کرتے تاکہ بعد میں مجھے دقت نہ ہو۔ جب بچے رات کو روتے مجھے سوئے رہنے کا کہتے اور خود اٹھ کر ان کی دیکھ بھال کرتے۔

سیف اللہ صاحب اپنی زندگی سے بہت مطمئن تھے۔ اور ان کی یہی خواہش تھی کہ ان کی چھوٹی سی فیملی بھی اپنی زندگی بھرپور گزاریں۔ اگر وہ گھر میں ہوتے تو بچوں کو مسجد بیت الاسلام میں نماز کے لئے ساتھ لے کے جاتے۔ بچوں کو سختی سے تاکید کرتے کہ پہلے ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھیں اور پھر بعد میں اپنے کھلونوں سے کھیلیں۔ جب بچے تعلیمی اور جسمانی کھیلوں میں حصہ لیتے یا جیتتے تو بہت خوش ہوتے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے دونوں بیٹے بھی باپ کی طرح ساکر فٹ بال کے بہت دلدادہ ہیں۔ وہ بچوں کو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سمجھتے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔

میرے میاں طبعاً شرمیلے اور کم گو تھے۔ مگر جب وہ کسی سے گھل مل جاتے تو اپنے لطیفوں اور ہنسی مذاق سے ساری مجلس کو زعفران بنادیتے۔ ان کے لطیفوں اور شرارتوں میں ایسی معصومیت ہوتی کہ کسی کو جسمانی یا جذباتی ٹھیس نہ پہنچتی۔ کسی بھی صورت میں بڑوں کا احترام اور دیگر رشتوں کی پاکیزگی کا لحاظ دامن سے نہ چھوڑتے۔

وہ جتنے بھی مصروف ہوتے اپنے خدا تعالیٰ کو کبھی نہیں بھولتے تھے۔ وہ مجھے اور بچوں کو درود شریف پڑھنے کی بہت تلقین کیا کرتے تھے۔ اگر وہ کسی کتاب کا مطالعہ نہ کر رہے ہوتے تو تب بھی درود و سلام کا ورد ضرور کرتے۔ وہ پنج وقتہ نمازوں کے پابند تھے۔ اور اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت روزانہ باقاعدگی سے کیا کرتے۔ اپنے چندہ جات بھی باقاعدہ طور پر ادا کرتے۔ بلکہ تنخواہ ملنے پر اپنے بل اور اخراجات کے حساب کتاب سے پہلے اپنا اور فیملی کے چندہ جات ادا کرتے۔

ان کا جماعتی کاموں میں حصہ لینے کا جذبہ بھی مثالی تھا۔ وہ اپنے جماعتی حلقہ اور خدام الاحمدیہ کی مجلس میں شعبہ مال سے منسلک تھے۔ ہر ہفتے مقررہ وقت پر وہ لوگوں کو فون کر کے وعدہ جات اور چندہ جات کی یاددہانی کرواتے اور پھر چاہے جیسا بھی موسم ہو چل کر ایک ایک گھر جا کر چندہ وصول کرتے۔ انہیں گرمیوں میں اکثر الرجی ہو جاتی تھی، مگر چندہ کی وصولی ہو یا کوئی اور جماعتی پروگرام وہ اپنی خرابیٔ صحت کی پرواہ کئے بغیر شامل ہوتے۔ شاید یہ ان کی اور ان کے دوستوں کی مجموعی کاوش تھی کہ جس کے نتیجے میں وہ سالہا سال تک سو فیصد یا اس سے بھی زیادہ چندہ جات اکٹھا کرتے اور جماعتی ایوارڈز حاصل کرتے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں وہ شعبہ صفائی میں کام کرتے۔ اور وہاں بھی کام نبٹانے کا یہی جذبہ، لگن اور شوق کارفرما ہوتا۔ جلسے کے دنوں میں وہ اتنے مصروف ہو جاتے کہ گھر میں کم ہی دکھائی دیتے۔

اپنے بہن بھائیوں میں چھوٹا ہونے کے باوجود ہر ایک کا بہت خیال رکھتے اور حتی الوسع ان کی ہر طرح کی مدد کرتے۔ پاکستان میں اپنے عزیز و اقارب کو اکثر یاد کرتے اور ان کو باقاعدہ فون کر کے ان کا حال احوال پوچھتے۔ اپنے گاؤں میں غریبوں کی مدد کرتے۔ اور اگر کوئی فون کر کے آپ سے مالی مدد مانگتا تو ضرور مدد کرتے۔

میرے شوہر کو کتابیں پڑھنے کا شوق تھا۔ عموماً روحانی خزائن اور بعض دیگر جماعتی اور دینی کتابیں ان کے زیرِ مطالعہ رہتیں۔ صبح کام پر جاتے وقت، اگر ان کو اپنی ride کا انتظار کرنا پڑتا تو وقت ضائع کرنے کی بجائے احادیث اور دیگر متفرق کتابوں کے مطالعہ میں وقت صرف کرتے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصیدہ یاد کرتے رہتے۔ آخری دفعہ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے قصیدہ کے 70 اشعار یاد کر لئے ہیں۔ جماعت کی کتب کے علاوہ انہیں انگریزی رسالے، کتابیں اور مضامین پڑھ کر انگریزی زبان کو بہتر کرنے کا بھی شوق تھا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی مصروفیت کے باوجود انگریزی کی خاص کلاسیں بھی لیں۔ مزید ہنر سیکھنے کے اشتیاق میں انہوں نے Plumbing کے مشکل کورسز کم سے کم وقت میں پاس کئے۔

وہ محنت اور لگن سے گھنٹوں کام کرنے کے عادی تھے۔ وہ روزانہ کا تفصیلی پروگرام بناتے اور حتی الوسع اس کو برقرار رکھتے۔ محنتی اور جفاکش ہونے کے علاوہ وقت کے بہت پابند تھے۔

ان کی ایک خواہش تھی کہ وہ یورپ جائیں اور حضورِ انور سے لندن میں جا کر ملاقات کریں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ان کی دعائیں رنگ لائیں اور وفات سے کچھ ماہ پہلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملے اور اس کے بعد جرمنی میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئے۔ وہاں سے پاکستان گئے اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے بھی ملے۔

وفات سے ایک ماہ پہلے وہ چالیس سال کے ہو گئے۔ مگر چونکہ انصار اللہ کا نیا سال ابھی شروع نہیں ہوا تھا اس لئے وہ ابھی تک مجلس خدام الاحمدیہ کا حصہ ہی تھے۔ ایک دن مجھے مذاقاً کہا: ''میرا جی مجلس انصار اللہ میں جانے کو نہیں کر رہا۔ کون مجھے دیکھ کے یہ مانے گا کہ میں ایک ناصر ہوں؟''

میرے میاں نے ایک مثالی زندگی گزاری ہے۔ ان کے جانے کی وجہ سے ہماری زندگیوں میں جو کمی آئی ہے وہ کبھی بھی پوری نہیں ہو گی۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کافی ہے اور انشاء اللہ وہی ہماری ضرورتیں پوری کرے گا۔ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں، دوستوں، رشتہ داروں اور ہر جاننے والے پر کبھی نہ بھولنے والے حسین تاثرات چھوڑے ہیں۔ وہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اگر کسی نے یہ سیکھنا ہو کہ اپنا قیمتی وقت، کام کاج، فیملی اور جماعت کے لئے کس طرح صرف کرنا ہے تو سیف اللہ صاحب کی زندگی اس کے لئے مشعلِ راہ ہو سکتی ہے۔ انہوں نے اپنی مختصر زندگی قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلفاء کی تعلیمات کی روشنی میں بسر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر خاص فضل اور احسان ہے کہ مجھے سیف اللہ جیسے درویش صفت اور نیک انسان کے ساتھ زندگی کی پندرہ بہاریں دیکھنے اور گزارنے کا موقع ملا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

میرے میاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کی نماز جنازہ 27 دسمبر 2015ء کو مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب، امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام پیس ولیج میں پڑھائی۔ تدفین اگلے دن، یعنی 28 دسمبر کو میپل قبرستان میں ہوئی۔ ان دونوں موقعوں پر دور دراز اور نزدیک سے آئے ہوئے ایک بھاری تعداد میں دوستوں اور احباب نے شرکت کر کے ان کو دعاؤں اور درود و سلام سے رخصت کیا۔

پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہِ العزیز نے سیف اللہ صاحب کا نمازِ جنازہ غائب محمود ہال، مسجد فضل لندن میں 27 جنوری 2016ء کو پڑھایا۔

میں اس مضمون کو حضورِ انور کی ان دعاؤں کے ساتھ ختم کرتی ہوں جو انہوں نے سیف اللہ صاحب کے متعلق، سیف اللہ کے بڑے بھائی، مکرم مولانا ظفر اللہ ہنجراء صاحب مربی سلسلہ کو لکھا۔ حضور نے اپنے خط بمورخہ 9 جنوری 2016ء میں لکھا:

''آپ کے دو خط ملے۔ آپ کے بھائی کی وفات کا بہت افسوس ہوا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت کے سایہ میں رکھے اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور درجات بلند فرمائے۔ اللہ آپ لوگوں کو صبر دے آئندہ ہر غم سے بچائے اور اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔ میری طرف سے اپنے سب عزیز و اقارب سے دلی تعزیت کریں۔

اللہ حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ والسلام۔ خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس۔''

احمدیت کا نفوذ، صوبہ خیبر پختونخواہ میں

عمائدین احمدیت کی ایمان افروز داستان

مکرم محمد زکریا ورک صاحب

کتاب احمدیت کا نفوذ مکرم محمد اجمل شاہد صاحب سابق مربی سلسلہ پشاور، کراچی اور سابق امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ نائیجیریا نے ترتیب دی ہے۔

اس کتاب کی تدوین کے لئے مکرم محمد اجمل شاہد صاحب ہی موزوں تھے کیونکہ آپ خود پشاور میں چار سال 65-1961ء تک بطور مربی سلسلہ متعین رہے۔ مکرم شمس الدین اسلم صاحب نے اس کتاب کے لئے مواد اکٹھا کرنے میں تقریباً بیس سال صرف کئے۔ یہ کام آسان نہیں تھا۔ درحقیقت یہ کتاب ان کے عزم، استقلال اور مصمم ارادے کا آئینہ دار ہے۔ جو احباب جماعت واقعات خود ضبط تحریر میں لانے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے آپ نے ان احباب کو فارم بنا کر دئے کہ وہ اپنے کوائف اور حالات زندگی قلم بند کردیں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ احباب کو بار بار یاددہانی بھی کرواتے رہے۔ یہ محنت اور لگن کا کام وہ لگاتار اٹھارہ سال تک کرتے رہے۔ اور 2009ء میں جب وہ امریکہ تشریف لائے تو تمام مواد اپنے ساتھ لے کر آئے۔ یہاں خوش قسمتی سے ان کی ملاقات مکرم محمد اجمل شاہد صاحب سے ہوگئی جنہوں نے صوبہ سرحد کے عمائدین احمدیت کا ذکر قلم بند کیا بلکہ جماعت احمدیہ خیبر پختونخواہ کی گزشتہ ایک صدی کی تاریخ رقم کی۔

کتاب کا سرورق پیلے رنگ کا دیدہ زیب ہے جس پر منارۃ المسیح کی تصویر ہے۔ مضامین کی ترتیب سوچ بچار کے بعد تیار کی گئی ہے اور عمدہ ہے جیسے آباء و اجداد کا ذکر زندہ رکھنے کی اہمیت و برکات، صوبہ سرحد میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 19 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات زندگی، بعض خوش قسمت احباب کا تذکرہ، خلافت اولیٰ کا بابرکت دور، خلافت اولیٰ کے بعض مبائعین مع تعارف، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زریں دور، امراء صوبہ و اضلاع کا ذکر خیر، صوبہ سرحد میں مربیان سلسلہ، پشاور اور صوبہ پختونخواہ کے 39 مخلصین کا ذکر خیر، 91 مرحومین کا ذکر خیر، 11 حیات مخلصین کے تذکرے، حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام، صوبہ پختونخواہ میں 24 شہدائے احمدیت کا ذکر خیر، صوبہ سرحد میں بعض غیر اسلامی رسومات اور ہمارا فرض، حرف آخر از ناشر، تعارف مصنف اور تعاوف ناشر وغیرہ، اس کتاب کی زینت ہیں۔

فہرست مضامین کے بعد بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پانچوں خلفائے کرام، صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، امراء اور صدر صاحبان، شہداء احمدیت، صوبہ سرحد میں پشاور و دیگر جماعتوں میں قیام کرنے والے اور دورہ جات کرنے والے مبلغین کرام، صوبہ کی معروف شخصیات، اجتماعات خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ، صدر صاحبان انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کے دورہ جات پشاور، جلسہ سالانہ ہائے پشاور، کارکنان جلسہ کی تصاویر اور بعض دیگر متفرق تصاویر جن کی کل تعداد 73 ہیں، شامل اشاعت ہیں۔

یہ ایک ایمان افروز، دلوں کو گرمانے والی، اور روح کو وجد میں لانے والی تصنیف ہے۔ ایسی ایسی باتیں اور حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ ہماری جماعت میں ایسے ایسے گنج ہائے گراں مایہ پیدا ہوئے جنہوں نے قوم وملت کی بے لوث خدمت کی، کوئی ڈاکٹر، کوئی انجینیر، کوئی پائلٹ، کوئی افسر جیل، کوئی صحافی، کوئی قیام پاکستان کا سرگرم رکن، کوئی انڈونیشیا کی تحریک آزادی کا پرجوش داعی الی اللہ، کوئی سیاستدان اور مدبر، اور کئی ایسے کہ جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ اپنے عقیدہ کی خاطر پیش کردیا۔ اللہ اللہ! ایسے جاں نثار کسی اور جماعت میں کیسے پیدا ہو سکتے ہیں ماسوا جماعت احمدیہ عالمگیر کے۔ جن احمدیوں نے جام شہادت نوش کیا ان کا ایمان کتنا راسخ، اور ان کا ارادہ کتنا مضبوط تھا، جان سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر ایمان کو ضائع نہ ہونے دیا۔

ان میں سے چند ایمان افروز واقعات افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

☆ حضرت مرزا محمد اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ علاقہ سندھ کے ریگستان میں راستہ سے بھٹک گئے اور کسی طرف کوئی درخت یا جھاڑی دکھائی نہ دیتی تھی۔ پانی اور سایہ کا نام ونشان نہ تھا۔ آپ سمجھے بس اسی حالت میں موت وارد ہوجائے گی۔ اسی کیفیت میں تھے کہ ایک سفید ریش بزرگ نمودار ہوئے اور آپ سے یوں مخاطب ہوئے۔ جوان راستہ بھول گئے ہو؟ تب انہوں نے سمت واضح کرتے ہوئے فرمایا بس اسی طرف چلتے جاؤ۔ یوں آپ ریگستان سے زندہ سلامت گھر آگئے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ یہ دراصل خضر تھے جنہوں نے ظاہر ہوکر مجھے راستہ دکھایا۔

☆ حضرت مولانا غلام حسن خاں پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (1852ء-1943ء) کو برٹش حکومت کی طرف سے خان بہادر کا خطاب دیا گیا تھا۔ یہ آپ کی اسلامیہ کالج کی تعمیر وترقی کے لئے خدمات پر دیا گیا تھا۔ آپ سالہا سال پشاور میونسپل کمیٹی کے نائب صدر رہے، اور کچھ عرصہ اعزازی مجسٹریٹ بھی رہے۔ اپنی دیانت اور عدالت کی بناء پر بہت اچھی شہرت رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک صوبہ سرحد کے محکمہ تعلیم میں ٹیکسٹ بک سوسائٹی کے ممبر بھی رہے۔ مولانا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ ہی کے ذریعہ افغانستان میں احمدیت کا نفوذ ہوا تھا۔ آپ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کے خسر تھے۔

☆ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (1884ء-1963ء) کو خدا تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ اردو، فارسی، پشتو پر عبور حاصل تھا اور ان میں نثر اور نظم بلاتکلف لکھتے چلے جاتے تھے۔ ان کی چھوٹی بڑی 100 کتابیں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

☆ حضرت مولوی معین الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (1865ء-1950ء) نے قادیان سے واپس آنے کے بعد اپنے گاؤں موضع کوٹ جونگڑا میں سکونت اختیار کرلی۔ یہاں آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ ایک موقعہ پر ایک شخص ان کے پاس آیا اور معافی مانگنے لگا۔ پوچھنے پر اس نے افشا کیا کہ اس کو قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا مگر راستہ میں اس کا ٹانگہ دو دفعہ الٹ گیا۔ اس لئے وہ اس برے ارادے سے باز رہا، اور معافی کا طلبگار تھا۔

☆ حضرت مرزا غلام رسول صاحب (1949-1883ء) نے جج کے ریڈر کی حیثیت سے سرکاری ملازمت شروع کی۔ آپ نے اس کام کو پوری دیانت داری اور محنت سے کیا جس کی بناء پر افسران آپ کے معتقد تھے۔ آپ کے اخلاق کے دلی طور پر معترف تھے۔ صوبہ سرحد کی اہم شخصیات خان عبدالقیوم خاں وزیر اعلیٰ، سردار عبدالرب نشتر، سردار اورنگزیب (مشہور مسلم لیگی لیڈر) نے اپنے کیریئر کا آغاز آپ کے زیر اثر کیا اور آپ کو عزت سے نگاہ سے دیکھتے تھے۔

☆ مکرم مولوی محمد الیاس صاحب (1948ء-1874ء) کو ایک دفعہ ریاست قلات کے چیف جسٹس اخوندزادہ عبدالعلی خاں نے مجمع میں کہا کہ آپ خود اتنے بڑے عالم دین ہیں اور معزز خاندان کے فرد ہیں کیا آپ کو پورے صوبہ میں کوئی روحانی پیر نہ ملا جو آپ نے ایک پنجابی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں زندہ خدا کی تلاش میں ہر مذہب وملت کے لوگوں کے پاس گیا۔ تمام علماء بشمول مسلمان علماء کرام نے جواب دیا کہ خدا اب کلام نہیں کرتا۔ اس نازک موقع پر ان کو صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی آواز سنائی دی کہ ہاں خدا اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اس بناء پر انہوں نے ان کی بیعت کی اور یہ روحانی نعمت ان کو ملی ہے۔ آپ نے اخوندزادہ اور تمام لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا: میں خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کوئی ہے جو دعویٰ کرے کہ خدا اس سے بولتا ہے۔

☆ خان بہادر سعد اللہ خاں (صوبیدار میجر ولادت 1902ء) کے پاس معاند احمدیت قاضی احمد جان مع چند افسران ایک جرگہ کی صورت میں آئے اور کہا خان صاحب ہم کو یہ سن کر کہ آپ احمدی ہو گئے ہیں سخت صدمہ اور افسوس ہوا ہے کیا اچھا ہو آپ توبہ کر لیں۔ خان بہادر نے جواب دیا جب میں آپ کی طرح تھا تو آپ کو معلوم ہے کہ آپ صاحبان کی مہربانی سے نہ نماز پڑھتا، نہ تہجد نہ قرآن کریم سے کوئی تعلق تھا۔ سارا دن تاش اور شطرنج میں گزرتا اور لڑکے آ کر ناچتے۔ خدا بھلا کرے اس گندی زندگی سے بیزار کرا کر پابند نماز و تہجد کیا اور درس قرآن کا شوق دلایا۔ اگر دین یہ نہیں جو احمدیت کے ذریعہ حاصل ہوا، اور وہ تھا جو میں آپ لوگوں کی رفاقت میں اختیار کر چکا تھا تو مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔ لوگ شرمندہ ہو کر چلے گئے۔

☆ ڈاکٹر فتح دین صاحب بہت مخلص اور جماعت کے لئے اپنے وقت اور مال کی قربانی کرنے والے بزرگ تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ آپ جماعت کے لئے مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک بار فرمایا تھا کہ پشاور جماعت کے چندہ جات میں اچانک کمی آ گئی تو مرکزی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ مکرم ڈاکٹر فتح دین صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کے سب سے بڑے بیٹے عزیز احمد صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال شفقت سے اپنے سب سے بڑے بیٹے حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کا بھائی بنایا تھا۔ ان کی اولاد میں سے مبشر احمد خان ایک عرصہ تک جماعت امریکہ کے جنرل سیکرٹری رہے، اس وقت امریکہ میں کامیاب مشنری اور مربی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

☆ عبدالقدوس خان صاحب (79-1919ء) میٹرک کے بعد انڈین پوسٹل سروس میں ملازم ہو گئے۔ گوادر میں دو برس تک رہے۔ اس دوران ملک تقسیم ہو گیا۔ گوادر پر سلطان مسقط کی عملداری تھی۔ گوادر کے 1952ء میں پاکستان کا حصہ بننے میں خان صاحب نے کلیدی کردار ادا کیا۔ جبکہ ہندوستان نے اس کیلئے سرتوڑ کوشش کی تھی۔ اس کے بعد حکومت پاکستان نے آپ کو انٹیلی جنس آفیسر کے فرائض سونپ دئے جو آپ نے خوش اسلوبی سے اپنی ملازمت کے علاوہ سرانجام دئے۔

☆ سید شاہ محمد صاحب صوبہ سرحد کے ان خوش قسمت افراد میں سے ہیں جن کو دین کیلئے زندگی وقف کرنے کے بعد تبلیغی میدان میں شاندار خدمات کی توفیق ملی ان میں مکرم شاہ صاحب اور بشیر احمد رفیق قابل ذکر ہیں۔ 1936ء میں سنگاپور میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد انڈونیشیا میں تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ آپ کو انڈونیشیا کی تحریک آزادی میں بھی وافر حصہ لینے کی توفیق ملی۔ آپ انڈونیشیا کے پہلے صدر سوئیکارنو کے تحریک آزادی کے زمانہ میں قریبی ساتھیوں اور سرگرم ارکان میں سے تھے۔

☆ صاحبزادہ سید شاہ عبداللہ صاحب سابق سکرٹری امور عامہ نوشہرہ کینٹ جماعت احمدیہ کے مخلص فرد تھے۔ جوانی کے دور میں معاشی تنگی اور مناسب رہنمائی نہ ہونے کے باعث آپ نے جرائم کی دنیا کا رخ کیا اور شاہ جی ڈاکو کے نام سے مشہور ہو گئے۔ علاقہ غیر اور صوبہ سرحد کے لوگ آپ کی دہشت سے خوف کھاتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے رہنمائی کے خود سامان فرمائے۔ نظام جماعت سے وابستگی اور خلافت احمدیہ کے ساتھ محبت وعشق تھا۔ نوافل، نماز تہجد کی ادائیگی اور چندوں میں باقاعدگی تھی۔

☆ حاجی بختیار احمد صاحب کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ مکہ میں ایک انڈونیشن عورت ان کو اپنے ملکی حجاج کے پاس لے گئی۔ حاجی صاحب حیران تھے کہ یہ ان کو کہاں لے جا رہی ہے۔ وہاں پہنچ کر اس عورت نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ امسال صرف دو لوگوں کا حج قبول ہوا ہے۔ پھر حاجی بختیار کی طرف اشارہ کر کے، ان میں سے ایک شخص یہ ہے جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا کہ اس کا حج قبول ہوا ہے۔ احمدیت کی زندہ تصویر تھے۔ آپ کئی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوئے۔ ان میں سے ایک معروف شخصیت وارث خان کی تھی جو پشتو فلموں کے مشہور کردار اور فنکار تھے۔ حاجی صاحب کے ذریعہ انہوں نے احمدیت قبول کی، اور بعدہ تمام لغویات سے توبہ کر لی۔

☆ محمد وارث خان بہت بہادر انسان تھے۔ 1953ء میں مولوی صاحبان نے اعلان کیا کہ جو کسی احمدی کو قتل کرے گا وہ سیدھا بہشت میں جائیگا۔ ایک روز صبح سویرے اٹھے اپنا پستول لیا، چند کارتوس لئے اور اپنی مسجد کے امام الصلوۃ کے گھر پہنچ گئے۔ دروازہ پر دستک دی، امام صاحب نکلے تو کہا آپ نے فرمایا ہے جو شخص احمدی کو قتل کو کرے گا وہ سیدھا بہشت میں جائے گا۔ آپ مجھے قتل کر دیں اور سیدھے بہشت میں چلے جائیں۔ کسی اور کو یہ ثواب حاصل نہ کرنے دیں۔ امام الصلوۃ نے فوراً دروازہ بند کر دیا۔

یاد رہے کہ اس کتاب کی دوسری جلد زیر طبع ہے عنقریب احباب کے ہاتھوں میں آنے والی ہے۔ اس جلد میں کافی سارا نیا مواد شامل کیا گیا ہے جو جلد اول میں شامل ہونے سے رہ گیا تھا۔

نیز بعض احباب نے جلد اول میں بعض اصلاحات اور خامیوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اسی طرح صوبہ سرحد کے اہم ضلع ہزارہ کا ذکر تفصیل سے نہیں کیا جا سکا تھا۔ اس لحاظ سے جلد اول اور جلد دوم دونوں صوبہ پختونخواہ میں تاریخ احمدیت کو مکمل طور پر محفوظ کرنے کی بہترین کاوش ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آنے والی نسلیں اپنے آباء واجداد کے کارنامے پڑھ کر فخر محسوس کریں گی۔

غرضیکہ ''احمدیت کا نفوذ'' کی دونوں جلدیں صوبہ پختونخواہ کا معرکۃ الآراء Who's Who ہے جس میں تین سو سے زیادہ احباب جماعت کی سوانح، ان کے کارنامے، ان کے اہل وعیال، ان کی نسلوں کا ذکر بڑے احسن رنگ میں محفوظ کیا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ پڑھنے والے اس سے کماحقہ مستفیض ہو کر اس میں مزید اضافے کریں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مکرم محمد اجمل شاہد صاحب اور مکرم شمس الدین اسلم صاحب کو جماعت احمدیہ خیبر پختونخواہ کی تاریخ اور ایمان افروز واقعات کو محفوظ کرنے کی جزائے جزیل دے۔ آمین

جماعت احمدیہ کینیڈا کی گولڈن جوبلی تقریبات

ٹورانٹو سٹی ہال کے مشہور نیتھن فلپس اسکوائر Nathan Phillips Square میں تاریخ ساز جشن تشکّر

وزیر اعظم کی طرف سے مبارک باد، صوبہ اونٹاریو کی پریمئر اور ٹورانٹو شہر کے میئر کی شرکت اور خطاب

نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف

واماّ بنعمة ربّک فحدث کے قرآنی احکام کی روشنی میں جماعت احمدیہ کینیڈا تشکیل کی نصف صدی مکمل ہونے پر حضور انور کے فرمودہ روحانی پروگرام کے تحت اپنے تمام مراکز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر کے اظہار کا اہتمام کر رہی ہے۔

جماعت احمدیہ آٹواہ، پیس ویلیج، وان اور پہلے ہی اپنے شہر کے اہم مقامات پر اظہارِ تشکّر کی تقریبات منعقد کر چکی ہیں جن کی سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ میں خوب پذیرائی ہوئی۔

اِس سلسلہ کی سب سے اہم تقریب 8 مئی 2016ء بروز اتوار ساڑھے بارہ بجے دوپہر ٹورانٹو سٹی ہال کے مشہور نیتھن فلپس اسکوائر Nathan Phillips Square میں منعقد ہوئی، جس میں صوبہ اونٹاریو کے طول وعرض سے احباب جماعت نے شرکت کی۔ پانچ ہزار سے زائد کے اس اجتماع میں خدام، انصار اور لجنات کے علاوہ بڑی تعداد میں بچے بھی شامل تھے۔ اُس وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔

معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ ساڑھے گیارہ بجے سے شروع ہو گیا تھا۔ اِن مہمانوں میں صوبہ اونٹاریو کی پریمئر اور ٹورانٹو شہر کے میئر کے علاوہ فیڈرل سائنس منسٹر ڈاکٹر کرسٹی ڈنکن، مسز سلمیٰ زاہد، مسز جوڈی سگرو، یاسمین رتنسی، کونسلر جم کیری جینس اور بڑی تعداد میں صوبائی اور فیڈرل پارلیمنٹ کے ممبران شامل تھے۔ مختلف ٹی وی چینلز اور اخباری صحافی اپنے کیمروں سمیت پہلے سے موجود تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ آیات کریمہ کا انگریزی اور فرنچ ترجمہ پیش کیا گیا۔

میزبانی کے فرائض سٹی کونسلر Jim Karygiannis جم نے ادا کئے۔

محترم امیر صاحب کا خطاب

محترم ملک لال خاں صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے افتتاحی خطاب میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سال ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پچاس سال پہلے ہم یہاں آئے اور اس عظیم ملک کو اپنا وطن بنایا اور آج ہم بڑے فخر سے ان پچاس سالوں کا جشن تشکر منا رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری یہاں آمد انتہائی بابرکت ثابت ہوئی۔ کینیڈا حقیقتاً دنیا کا بہترین ملک ہے اور ٹورانٹو خطہ ارض کا بہترین شہر ہے۔ ٹورانٹو، اونٹاریو اور کینیڈا، دنیا کے لئے ایک نمونہ ہیں جہاں ہر شخص اپنی کمیونٹی میں پھل پھول سکتا ہے۔ ان پچاس سالوں میں ہم نے اپنی کمیونٹی کو سارے کینیڈا میں پھلتے پھولتے دیکھا ہے۔ اس سال ہم تین نئی مساجد کا افتتاح کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ

کینیڈا اور ٹورانٹو کے رہنے والوں نے اِس تمام عرصہ میں ہم سے جس خلوص کا اظہار کیا ہے اُس نے ہمارے دلوں میں اِس ملک کے لئے محبت کی ایک چنگاری بھڑکا دی ہے۔ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ انسانی ہمدردی ہے اور یہی جذبہ ہمارے عقیدہ کی جان ہے، یہی قرآن کریم اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم ہے۔ ہم اپنی عبادات اور انسانی ہمدردی کے ذریعہ اس ملک سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اِس سلسلہ میں آپ نے سالانہ خون کے عطیات، ھیومینٹی فرسٹ اور ملین پاؤنڈ فوڈ ڈرائیو کا ذکر کیا۔ آپ نے یقین دلایا کہ جماعت احمدیہ شکرانے کے طور پر ایسی خدمات بجا لاتی رہے گی اور میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے آئندہ پچاس سال ایسی ہی خدمات کا نہ صرف عکس ہوں گے بلکہ اِن خدمات میں نمایاں اضافہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

محترم امیر صاحب نے فورٹ میکمری Fort McMurray میں آگ سے ہونے والی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے اجتماعی دُعاؤں اور مالی امداد کی تحریک کی اور بتایا کہ آج اِس موقع پر ہیومینٹی فرسٹ فورٹ میکمری Fort McMurray کی تباہیوں سے نپٹنے کے لئے مالی عطیات کی مہم کا آغاز کر رہی ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کی طرف سے ایک لاکھ ڈالرز کے عطیہ کا اعلان کیا۔ آپ کے خطاب کے دوران ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی۔

ملین پاؤنڈ فوڈ ڈرائیو

محترم امیر صاحب کے خطاب کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا نے حاضرین اور مہمانوں کو خدام الاحمدیہ کی تنظیم اور انسانی ہمدردی کی ذمہ داریوں کے بارہ میں مختصراً بتایا اور کینیڈا کے لئے ملین پاؤنڈ فوڈ ڈرائیو کے بارہ میں تفصیلات سے آگاہ کیا۔

محترم سعادت احمد صاحب نائب صدر نے بتایا کہ آج تک مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا چھ لاکھ پچاس ہزار پاؤنڈز خشک خوراک جمع کر کے تقسیم کے لئے مختلف فوڈ بنکوں کے حوالے کر چکی ہے۔

اِس موقع پر آپ نے ھیومینٹی فرسٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب کو فوڈ بنک کے لئے خوراک کے عطیہ کا ایک رسمی چیک بھی پیش کیا۔ ڈاکٹر اسلم داؤد صاحب نے فوڈ بنک کے سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی خدمات کا شکریہ ادا کیا اور فورٹ میکمری Fort McMurray میں امدادی کاموں کے لئے اپنی تیاری کا تذکرہ کیا۔

صوبہ اونٹاریو کی پریمئر
Hon. Kathleen Wynne کا خطاب

صوبہ اونٹاریو کی پریمئر صوبائی پارلیمنٹ کے بہت سے ممبران کے ہمراہ تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائیں تھیں۔ آپ نے اپنے تمام ساتھیوں MPP's کا تعارف کروایا اور سب کی جانب سے جماعت احمدیہ کے کینیڈا میں پچاس سالہ جشن پر مبارک باد پیش کی اور خوراک کے عطیہ کا شکریہ ادا کیا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ ہم سب کچھ پہلے اور کچھ بعد میں یہاں دوسرے ملکوں سے آ کر آباد ہوئے ہیں اور ہم نے مل کر اس خوبصورت ملک کو بنایا ہے اور ابھی ہمیں اِس دنیا میں بہت سے کینیڈا آباد کرنے ہیں۔ ہمارے اختلافات ہمیں جدا نہیں کرتے بلکہ ہمارا تنوع ہمیں زیادہ مضبوط بناتا ہے۔ جماعت احمدیہ

مساوات، احترام، رحمدلی اور بُردباری کے اُنہی اصولوں پر عمل پیرا ہے جن کی کینیڈا کو ضرورت ہے۔ شامی مہاجرین کی آبادکاری میں جماعت احمدیہ نے اپنی بے انتہا رحمدلی اور فراخدلی کا ثبوت دیا ہے۔ اُن کی آبادکاری آپ جیسے لوگوں کی رضاکارانہ کوششوں اور مسکراہٹوں کی بدولت ممکن ہوئی اور اب آپ البرٹا میں فورٹ میکمری کے محاذ پر کام کی تیاری کر رہے ہیں۔

آپ نے کہا کہ میں آپ کے جذبے اور ایمان وایقان پر آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ کی شکر گزار ہوں۔

ٹورانٹو شہر کے میئر جان ٹوری
His worship Mayor John Tory
کا خطاب

ٹورانٹو شہر کے میئر نے اپنے خطاب کے آغاز میں تمام حاضرین کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے آپ سب کو نیتھن فلپس اسکوائر Nathan Phillips Square اور سٹی ہال جو جمہوریت کا گہوارہ ہے میں دیکھ کر بہت خوشی ہورہی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ تقریب اتنی مقبول ہے کہ کینیڈا اور دنیا بھر میں ہر طرف اِسے آپ کے ٹویٹر کے ذریعہ ٹویٹ کیا جارہا ہے آپ نے محترم ملک لال خاں صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے حضور انور کے دورہ کینیڈا کی اطلاع ملی ہے اور میں اُن سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا اِس کمیونٹی سے تعارف تیس سال قبل ہوا تھا۔ جب محترم نسیم مہدی صاحب میرے دفتر میں تشریف لائے تھے اور مجھے ایک خوبصورت مسجد کا ماڈل پیش کیا۔ اُس وقت میرے خیال میں یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ تھا لیکن چند ہی سالوں میں وہ ایک حقیقت بن گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ مجھے پتہ چلا کہ یہ کمیونٹی صرف ایک روحانی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی جماعت ہے جو کینیڈا کی تعمیر وترقی میں عملی طور پر حصہ لینا چاہتی ہے۔

آپ نے ملین پاؤنڈ فوڈ ڈرائیو اور فورٹ میکمری For McMurray کی آبادکاری کے لئے ایک لاکھ ڈالرز کے عطیہ کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ یہ کمیونٹی ہمیشہ خدمت کے جذبہ سے معمور ہے اور اپنے نعرہ "محبت سب کے لئے اور نفرت کسی کے لئے نہیں" کی عملی مصداق ہے۔

اپنے خطاب کے آخر میں آپ نے سٹی کونسل کی جانب سے ایک تہنیتی پیغام پڑھ کر سُنایا جو بعد میں محترم امیر صاحب کو پیش کیا گیا۔

سائنس کی فیڈرل منسٹر ڈاکٹر کرسٹی ڈنکن
Hon.KirstyDuncan کا خطاب

آپ نے اپنی طرف سے اور تمام پارلیمنٹ ممبران کی طرف سے جماعت احمدیہ کینیڈا کو کامیابی کے پچاس سالہ جشن منانے پر مبارکباد پیش کی اور شکریہ کے کلمات کہے۔ اور اپنے ہمراہ آئے ہوئے MP's ممبرز پارلیمنٹ کا تعارف کروایا۔

آپ نے اُن بچوں کے لئے بھی تعریفی کلمات کہے جنہوں نے کینیڈا کا قومی ترانہ گایا تھا۔

وزیراعظم کینیڈا
Hon. Justin Trudeau کا پیغام

اِس موقع کے لئے وزیراعظم کینیڈا کا خصوصی مبارکباد کا پیغام سائنس کی وفاقی وزیر ڈاکٹر Hon. Kirsty Duncan نے پڑھ کر سُنایا اور محترم امیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

سٹی کونسلر Jim Karygiannis کا خطاب

تقریب کے آخر میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے دیرینہ دوست کونسلر Jim Karygiannis جم کیری جینس نے بھی مختصر خطاب کیا اور جشن تشکر کے لئے اپنی برادرانہ دلی مبارکباد پیش کی۔

ایمان افروز نظارہ

اِس دوران موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ سٹی ہال کی اس تاریخی پارک میں پہلی بار اذان کی آواز بلند ہوئی اور تمام حاضرین، بچوں اور لجنات نے مسلسل بارش کے دوران نماز ظہر ادا کر کے اس جشن تشکر کو تاریخی حیثیت دے دی۔ الحمدللہ

آپ کے گزٹ کے بارہ میں ایک تبصرہ

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن اپنے مکتوب مورخہ 27 اپریل 2016ء میں لکھتے ہیں کہ:

احمدیہ گزٹ آتا ہے تو اسے دیکھ کر اور پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ ہر بار متعدد نئی چیزیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ گذشتہ کسی شمارہ میں حضرت اباجان مرحوم ومغفور کے بارہ میں آپ نے اس عاجز کا ایک مضمون شائع فرمایا، جس کو پڑھ کر حضور انور نے بھی بہت پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ اِس مضمون کو گزٹ میں پڑھ کر آپ کے ایک قاری نے ایسا جذبات سے تبصرہ کیا کہ میں اسے پڑھ کر اشکبار ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسے کیسے عمدہ قارئین عطا فرمائے ہیں۔

فروری کے شمارہ میں اعلان نظر سے گزرا کہ آپ مسجد کے متعلق ایک خصوصی نمبر شائع فرما رہے ہیں۔ میں مسجد فضل اور مسجد بیت الفتوح کے حوالہ سے ایک پرانی نظم ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے موقع کی مناسبت سے آپ کو پسند آئے گی۔

فریادِ درد

مکرم پروفیسر محمد اسلم صابؔر صاحب

جامعہ احمدیہ کینیڈا

وطن میں کس قدر افلاس و غربت ہے گراوٹ ہے
کفن اب تو چرائے جارہے ہیں گورستانوں کے

سنا ہے اس قدر شور و فغاں برپا ہے گلیوں میں
کہ بہرے ہو چلے ہیں کان اس سے حکمرانوں کے

وطن کی خیر ہو یا رب مگر عنواں نہیں اچھے
چھلکتے جا رہے ہیں اب خزانے پاسبانوں کے

کہاں آرام ملتا ہے مکینوں کو بوقت شب
جہاں دن کو بھی تالے ٹوٹ جاتے ہوں مکانوں کے

طریقت دن بدن ناپید ہوتی جا رہی ہے اب
بنے زر کے پجاری حیف واعظ آستانوں کے

نگاہیں اٹھ رہی ہیں خلق کی سوئے فلک ہر دم
کہ وا ہوتے ہیں کب در ہائے رحمت آسمانوں کے

مرے مولےٰ بعجلت بھیج لشکر اب ملائک کا
کہیں نہ ٹوٹ جائیں حوصلے تیرے دوانوں کے

قبولِ بارگاہ ہوں از ترحّم سارے اے مولےٰ
وہ نذرانے دیئے جو تیری راہ میں ہم نے جانوں کے

خداوندا لگائے آس بیٹھا ہے ترا صابؔر
دکھا مخلوق کو آثار کچھ اپنے نشانوں کے

جماعت احمدیہ کینیڈا کی گولڈن جوبلی تقریبات: ٹورانٹو کے مشہور نیتھن فلپس اسکوائر میں تاریخ ساز جشن تشکر کی چند جھلکیاں

جماعت احمدیہ کینیڈا کی گولڈن جوبلی تقریبات: ٹورانٹو کے مشہور نیتھن فلپس اسکوائر میں تاریخ ساز جشن تشکّر کی چند جھلکیاں

TORONTO

TORONTO

Sun May 08
14°
CP 24
5:13:51
MON TUE WED THU FRI
16 16 15 19 19
HUMIDITY 44
KING GIZZARD & THE LIZARD WIZARD
MAY 10 - VELVET UNDERGROUND
CP 24
AHMADIYYA MUSLIM JAMA'AT CANADA
CELEBRATES 50TH ANNIVERSARY
Raptors and Heat will play game 4 of their
semifinal series Monday in Miami.
Ontario 403 E. Mississauga Rd.
GOLD (JUN) 1,294.00 UNCH
MLB LIG
ATH 0 FINAL
LP 0
MLB NY METS 2 TOP
SAN DIEGO 0 2ND
Mets
Campbell: 1 hit 1 rbi (.250)
Harvey: 1 hit (.167)
SAMSUNG

TRUE ISLAM

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے جلد از جلد اعلانات لکھ کر بھجوایا کریں۔ اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم سید محمد احمد صاحب

28 مئی 2016ء کو مکرم سید محمد احمد صاحب پیس ویلیج ویسٹ حلقہ 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 جون 2016ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں نماز جنازہ حاضر کے ساتھ مکرم سید محمد احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

30 مئی 2016ء کو مسجد بیت الاسلام میپل میں نماز مغرب کے بعد محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 31 مئی 2016ء کو نیشنل قبرستان میں قبر تیار ہونے کے بعد مکرم مولانا فرحان اقبال صاحب، مشنری پیس ویلیج نے تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم، مکرم پروفیسر سید فضل الرحمٰن فیضی صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ آپ کو خلافت کے ساتھ خاص عقیدت اور محبت تھی۔ پیشہ کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ کے بنکار تھے۔ نہایت مخلص، دیانتدار، محنتی، شریف النفس، بڑے عاجز، منکسر المزاج، صلہ رحمی کرنے والے اور غریب پرور انسان تھے۔ آپ کو شعبہ مال احمدیہ مسلم جماعت میں رضا کارانہ طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

آپ نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ سیدہ رفعت احمد صاحبہ، ایک بیٹا مکرم سید بختیار احمد صاحب دبئی اور چار بیٹیاں محترمہ سیدہ رفعت عظمیٰ ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ ناصر محمود صاحب پیس ویلیج، محترمہ سیدہ بشریٰ باسط صاحبہ اہلیہ مکرم ہشام باسط صاحب بریمپٹن، محترمہ سیدہ عصمت لقمان صاحبہ اہلیہ مکرم لقمان احمد صاحب جرمنی اور محترمہ سیدہ شاء فاروق صاحبہ اہلیہ مکرم سید فاروق احمد صاحب یو کے یادگار چھوڑے ہیں۔

مرحوم، محترمہ سیدہ اختر بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم حسن محمد عارف صاحب، سابق مدیر اعلیٰ احمدیہ گزٹ کے چھوٹے بھائی اور مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب، بریڈفورڈ کے ہم زلف تھے۔

ادارہ ان کی وفات کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزہ واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ امۃ الحفیظ پراچہ صاحبہ

29 مئی 2016ء کو محترمہ امۃ الحفیظ پراچہ صاحبہ اہلیہ مکرم میجر بشیر احمد پراچہ صاحب مرحوم اری زونا (امریکہ) میں 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

3 جون 2016ء کو مسجد بیت الاسلام میپل میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا فرحان اقبال صاحب مشنری پیس ویلیج نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 4 جون 2016ء کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں قبر تیار ہونے کے بعد محترم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیل ریجن نے تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم ڈاکٹر منور احمد پراچہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر مظفر احمد پراچہ صاحب امریکہ اور دو بیٹیاں مکرمہ قدسیہ احمد صاحبہ سویٹزرلینڈ اور مکرمہ انیسہ خان صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ، مکرم عبدالحمید پراچہ صاحب ملٹن اور مکرمہ امۃ الحیٔ پراچہ صاحبہ مرحوم مسس ساگا کی بہن تھیں۔

☆ مکرم کریم احمد جنجوعہ صاحب

2 جون 2016ء کو مکرم کریم احمد جنجوعہ صاحب ابن مکرم ماسٹر ضیا الدین ارشد صاحب شہید 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ہمدرد، غریب پرور اور خیر خواہ تھے۔

5 جون 2016ء کو مسجد بیت الاسلام میپل میں نماز مغرب کے بعد محترم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز 6 جون 2016ء کو نیشنل قبرستان میں قبر تیار ہونے کے بعد مکرم پروفیسر صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔

مرحوم نے بیوہ مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ کے علاوہ پسماندگان میں چار بیٹے مکرم طارق کریم صاحب، مکرم خالد کریم صاحب، مکرم اسامہ کریم صاحب اور مکرم فواد احمد جنجوعہ صاحب ٹورانٹو اور پانچ بیٹیاں مکرمہ درِ منصور صاحبہ، مکرمہ درِ ثمین صاحبہ، مکرمہ نادیہ کریم صاحبہ ٹورانٹو، مکرمہ درِ شہوار صاحبہ جرمنی اور مکرمہ سعدیہ کریم صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑے ہیں۔

مرحوم، مکرم راجہ نعیم احمد ظفر صاحب، رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس کے چھوٹے بھائی اور مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب کے ماموں تھے۔ ادارہ ان کی وفات کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزہ واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ ثریا شاہین خاں صاحبہ

12 جون 2016ء کو محترمہ ثریا شاہین خاں صاحبہ اہلیہ مکرم سعید احمد خاں صاحب مرحوم، بریمپٹن 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

13 جون 2016ء کو مسجد بیت الاسلام میپل میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 14 جون 2016ء کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں قبر تیار ہونے کے بعد محترم امیر صاحب نے ہی تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم ندیم احمد صاحب، مکرم نوید احمد خاں صاحب اور دو بیٹیاں محترمہ روبینہ خاں صاحبہ، محترمہ عائشہ خاں صاحبہ، ایک بھائی مکرم مرزا نصیر احمد صاحب، پاکستان اور ایک ہمشیرہ محترمہ فرحت احمد صاحبہ، وان یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ نجمہ یونس صاحبہ

18 جون 2016ء کو محترمہ نجمہ یونس صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یونس قریشی صاحب مرحوم، مسس ساگا 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

19 جون 2016ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز عصر کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیل ریجن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 20 جون 2016ء کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں قبر تیار ہونے کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم محمد ندیم قریشی صاحب لاہور، مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب، نیشنل سیکرٹری تربیت یو ایس اے اور دو بیٹیاں محترمہ حمیرا مبشر صاحبہ مسس ساگا، محترمہ منزہ نوید صاحبہ مسس ساگا یادگار چھوڑے ہیں۔ مکرم جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت لاہور مرحومہ کے ماموں تھے۔

نماز جنازہ غائب

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 27 مئی 2016ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ امۃ القدیر صاحبہ

11 مئی 2016ء کو محترمہ امتہ القدیر صاحبہ صاحب، فاروق آباد، لاہور 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ، مکرم فاروق اقبال چوہدری صاحب، وڈبرج کی خالہ تھیں۔

☆ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

17 مئی 2016ء کو محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری امان اللہ گوندل صاحب مرحوم، کوٹری، سندھ 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

18 مئی 2016ء کو بعد نماز ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مکرم ظفر احمد گوندل صاحب، مکرم نصیر احمد گوندل صاحب پیس ویلج کی بڑی ہمشیرہ، مکرم زاہد مبین گوندل صاحب کی تایازاد بہن اور مکرم اعجاز احمد گوندل صاحب پیس ویلج کی خالہ تھیں۔

☆ محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ

20 مئی 2016ء کو محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبدالقیوم فاروقی صاحب کھاریاں 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ آپ اللہ تعالیٰ فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ، محترمہ صالحہ ثروت صاحبہ پیس ویلج کی والدہ، مکرم منور احمد صاحب، ریکسڈیل کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ مکرم فضل احمد صاحب

23 مئی 2016ء کو مکرم فضل احمد صاحب لندن، انگلستان میں 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت 27 مئی 2016ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم حضرت میاں عمر دین بنگوی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے اور مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم مبلغ سپین کے بھتیجے تھے۔ اور مکرم پروفیسر سعید احمد کوکب صاحب، وڈسر کے بڑے بھائی تھے۔

☆ محترمہ نفیسہ خانم صاحبہ

محترمہ نفیسہ خانم صاحبہ اہلیہ میجر ریٹائرڈ عبدالرشید خان صاحب کراچی میں 9 مارچ 2016ء کو تقریباً 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ آپ حضرت خان محمد خان صاحب آف کپورتھلہؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوتی اور مکرم خان محمد یحییٰ خان صاحب مرحوم پرائیویٹ سیکرٹری حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم محمد عثمان خان صاحب ریکسڈیل حلقہ ٹورانٹو سابق صدر حلقہ نارتھ پارک کی ہمشیرہ تھیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

اصلاحیں

☆ احمدیہ گزٹ اپریل 2016ء کے شمارہ میں صفحہ 37 پر محترمہ امامہ ناصر ملک صاحبہ 19 سال کی عمر میں 28 فروری کو وفات پاگئیں تھی، کا اعلان شائع ہوا تھا۔

یاد رہے مرحومہ، مکرم ناصر احمد ملک صاحب اور محترمہ نصرت جہاں ملک صاحبہ وان ایسٹ کی صاحبزادی تھیں۔

☆ احمدیہ گزٹ مئی 2016ء کے شمارہ میں صفحہ 38 پر مکرم چوہدری رشید احمد صاحب آف اوک وِل جماعت 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے تھے، کا اعلان شائع ہوا تھا۔

یاد رہے کہ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ آنسہ ممتاز احمد صاحبہ، ایک بیٹا مکرم لقمان احمد صاحب لنڈن، یو کے، دو بیٹیاں محترمہ فرح قریشی صاحبہ اہلیہ مکرم مظفر قریشی صاحب اٹلانٹا، امریکہ اور محترمہ مائدہ احمد صاحبہ، اوک وِل یادگار چھوڑے تھے۔

آپ مکرم آصف احمد خاں صاحب یو کے، مکرم عارف احمد خاں صاحب یو کے، محترمہ فضیلت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب مرحوم امریکہ، محترمہ سعیدہ احمد صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالحکیم صاحب آسٹریلیا، محترمہ بشریٰ احمد صاحبہ اہلیہ ماسٹر چوہدری عبدالحلیم صاحب یو کے، محترمہ نصرت چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب بریڈفورڈ، یو کے اور محترمہ ادیبہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد صاحب یو کے کے بھائی تھے۔

ادارہ مذکورہ بالا اعلانات میں نادانستہ سہو پر معذرت خواہ ہے۔

درخواست برائے تصاویر

ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا نیشنل مساجد فنڈ کی مالی تحریک میں حصہ لینے والے بچوں کی تصاویر شائع کر رہا ہے۔ جن بچوں نے مساجد فنڈ کی مالی تحریک میں محترم امیر صاحب کو عطیات دئے ہیں لیکن ان کی تصاویر ابھی تک شائع نہیں ہوئیں، ان سے درخواست ہے کہ محترم امیر صاحب کے ساتھ کھنچوائی ہوئی اپنی تصاویر بھجوادیں اور اپنے بچے کا نام معہ حلقہ بھی لکھیں تاکہ ان کی تصاویر گزٹ میں شائع کی جاسکیں۔

ایک ضروری اعلان

ایسے احمدی احباب جو 1966ء یا اس سے پہلے سے کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں۔ جماعت احمدیہ کینیڈا پچاس سالہ جشن تشکر کے تاریخی موقعہ پر احمدیہ گزٹ کینیڈا میں ان کی جماعتی خدمات سے متعلق مختصر تعارف شائع کرنا چاہتی ہے۔ ایسے احمدی دوستوں اور خاندانوں سے درخواست ہے کہ وہ تاریخی اور یادگاری تصاویر بھی ارسال فرمائیں اور ان کا مختصر تعارف یعنی Caption بھی ہو۔

اس سلسلہ میں مکرم مبارک احمد قاضی صاحب سے فون پر یا ای میل سے جلد از جلد رابطہ فرمائیں۔

Email:early ahmadiof canad@gmail.com

Cell: 647-770-3868

برائے فروخت

ایک کنال پلاٹ۔ سیکٹر۔B اسلام آباد DHA - 2

قیمت: 1 کروڑ 70 لاکھ پاکستانی یا تقریباً

2 لاکھ 12 ہزار کینیڈین ڈالرز

رابطہ کے لئے:

تنویر شیخ: فون نمبر 011 92 346 5476488